اِنَّ الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسٰی ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

الفضل قادیان

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر:- غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

فی پرچہ ۱؎

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۵۳۱

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

جلد ۲۰	مطابق ۲۰ جمادی الاول ۱۳۵۱ھ	یوم پنجشنبہ	مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۳۲ء	نمبر ۳۶

مدینۃ المسیح

ڈلہوزی سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں ؛

حرم رابع سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا صاحبزادہ نعیم احمد سلمہ اللہ چند دنوں سے بیمار ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں ؛

۱۹ ستمبر بعد نماز عشاء مسجد اقصےٰ میں منشی عبدالعزیز صاحب سابق پٹواری کا ایک مضمون ذکرِ حبیب پر پڑھکر سنایا گیا۔ چوہدری محمد شفیع صاحب سب اوورسیر اور مرزا اسمٰعیل بیگ صاحب نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مختصر حالات زندگی بیان کئے ؛

مولوی غلام احمد صاحب لائلپور سے واپس آکر ۲۰ ستمبر کو یو۔ پی میں تبلیغ کے لئے روانہ ہو گئے ؛

اچھوت اقوام کی حفاظت کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی اپیل

تمام مسلمان عیسائی اور پارسی اچھوتوں پر صحیح صورت حالات واضح کردیں

ڈلہوزی ۱۹ ستمبر۔ ناظر صاحب امور خارجہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف سے حسب ذیل بیان بذریعہ تار اخبارات کو ارسال کیا ہے :۔

گاندھی جی کے اعلان پر ہندو جو جذباتی اپیلیں کر رہے ہیں۔ اگر اچھوت اُن سے متاثر ہو گئے۔ تو اس کا انجام ان کی کامل تباہی ہو گا۔ یہ مسائل چند مندروں کے دروازے اچھوتوں پر کھول دینے سے حل نہیں ہو سکتے۔ اس سے تو صرف اتنا ثابت ہوتا ہے۔ کہ ابھی تک ہندو فی الواقعہ انہیں ناپاک سمجھتے ہیں۔ بمبئی کے ہندو دھمکیاں دے رہے ہیں۔ کہ اگر اچھوت ہمارے ساتھ متفق نہ ہوئے تو انہیں پچھتانا پڑیگا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کی ذہنیت میں تاحال کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ وہ ادنیٰ اقوام کے خیالات اور نقطۂ نگاہ میں بنوکِ شمشیر تبدیلی کرانا چاہتے ہیں۔ میرے خیال میں ہندوؤں کو تمام اپیلیں صرف گاندھی جی سے کرنی چاہئیں۔ جو خودکشی کا اقدام کر کے نہ صرف ہندو لاء کی نافرمانی۔ اور اپنی اہنسا کی تعلیم کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ بلکہ تمام مذاہب کے قوانین کو بھی توڑ رہے ہیں۔ ان کے فیصلہ کے صرف یہ معنے ہیں۔ کہ اب انہیں خدا پر کوئی بھروسہ نہیں۔ اور اس قدر مایوس ہو چکے ہیں۔ کہ دنیا میں رہنا نہیں چاہتے۔

اچھوت قوام کے لئے یہ سخت نازک موقعہ ہے۔ وہ اپنی خواہشات کو دوسروں کے لئے قربان کرنے کے عادی ہیں۔ اور مجھے خطرہ ہے۔ کہ اپنی تاریخ کے اس نازک ترین موقعہ پر بھی وہ جذبات اور دلائل میں تمیز نہ کر سکینگے۔ اس لئے ہر بہی خواہ انسانیت کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ ان کے سامنے ان کی صحیح پوزیشن کو واضح کر دے۔ میں تمام مسلمانوں، عیسائیوں۔ اور پارسیوں سے جو ہمیشہ ادنےٰ اقوام

ی رپورٹ

احمدیہ مشن انگلستان کا تبلیغی کام

تبلیغی لیکچر۔ یہود سے مناظرہ۔ نومسلمین کی تعلیم و تربیت

ماہ جولائی میں حسب معمول درس و تدریس اور نومسلموں کی تربیت کا کام جاری رہا۔ ہر اتوار کو بکثرت احباب آتے رہے اور بعض دفعہ غیر مسلموں کو بھی ساتھ لاتے رہے۔ مکرم خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب ہر اتوار کو نماز کے متعلق اور قرآن مجید کا درس دیتے رہے ہیں۔ ایک اتوار کو آپ نے بائیبل سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت بیان کی۔ غیر مسلموں کو علیحدہ بھی سمجھایا گیا۔ اور نومسلم دوستوں کو علاوہ درس کے ہر اتوار فرداً فرداً اسباق پڑھائے گئے۔ خانصاحب کی دو تقریریں اسلام کی صداقت پر ہوئیں۔ ایک تو روٹری کلب جیزوک نام سے Chiswick میں تھی۔ جس میں آپ نے بتایا۔ کہ اسلام کی صحیح تصویر اس ملک میں آپ لوگوں کے سامنے پیش نہیں کی گئی۔ اور پھر اسی ضمن میں اسلام پر جو اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ ان کے جواب دیئے تلوار سے اسلام پھیلانے کی تردید کی۔ ورثہ کے مسئلہ کو وضاحت سے بیان کیا۔ اور تعدد ازدواج کی حکمت بیان کی۔ تقریر بہت پسند کی گئی۔ اور لوگوں نے پھر کبھی سننے کی خواہش کی۔ وہاں کے لوکل ایڈیٹر نے آپ کے مضمون کا خلاصہ اپنے اخبار میں شائع کیا۔ دوسری تقریر آپ نے ایک اور سوسائیٹی میں کی جس میں اسلام کی صداقت بیان کرتے ہوئے بائیبل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے وضاحت سے دلائل پیش کئے۔ حاضرین نے آپ کا شکریہ ادا کیا۔ فرداً فرداً بھی تبلیغ کرتے رہے۔ جن میں سے میجر ہیسٹن صادق علی صاحب ایم۔ ایس۔ سی اور ایک غیر مسلمہ عورت کو خاص طور پر آپ نے تبلیغ کی۔

خاکسار نے گذشتہ ماہ تین پبلک تقریریں۔ اور ایک مختصر سا مناظرہ کیا۔ تقاریر "تردید کفارہ" اور "اسلام ہی زندہ مذہب ہے" پر ہوئیں۔ پہلی میں کفارہ کی تردید میں عقلی اور نقلی حوالہ جات دیئے۔ اور ثابت کیا۔ کہ خود عیسائیوں کے مسلمہ اصول کے مطابق کوئی بھی عیسائی کفارہ پر ایمان لانے سے نجات یافتہ ثابت نہیں ہوتا۔ نیز حضرت مسیح علیہ السلام کے صلیب سے زندہ اترنے کے ثبوت دیئے۔ دوسری دونوں تقریروں میں اسلام کا دوسرے مذاہب سے مقابلہ کرتے ہوئے اسلام کو زندہ مذہب ثابت کیا۔ اور اس کے سلسلے ایک دن تو ڈاکٹر ڈوئی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کو وضاحت سے بیان کیا۔ اور دوسرے موقعہ پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چند اور پیشگوئیاں پیش کیں۔ اور بتایا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع سے آپ کو یہ درجہ نصیب ہوا۔ اور ہر زمانہ میں ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں۔ جن کو الہام سے مشرف کیا جاتا رہا۔ پس اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جس کی اطاعت سے ہم نجات کا یقین کر سکتے ہیں۔ ہر تقریر کے بعد سوال و جواب کا موقعہ دیا جاتا رہا۔ اور کئی لوگ سوالات کرتے رہے۔

ان ایام میں یہود سے ہمارے ایک دوست نے مناظرہ مقرر کیا۔ پہلے آدھ گھنٹہ ایک یہودی نے تقریر کی۔ جس میں اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسلام پر چند اعتراضات کئے۔ اُن میں مثلاً ایک یہ تھا۔ کہ آپ کی آمد سے پہلے یہود اور دوسرے عرب لوگوں کے تعلقات اچھے تھے۔ لیکن بعد میں آپس میں لڑائیاں جھگڑے شروع ہو گئے۔ خاکسار نے جواباً آدھ گھنٹہ تقریر کی۔ اور تمام اعتراضات کے جواب دیئے۔ یہ بھی بتایا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وقت ہی ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ ہر نبی کی آمد کے وقت لوگ دو فریق ہو گئے۔ ایک نے انکار کیا۔ اور ایک نے تسلیم کر لیا۔ انکار کرنے والوں نے طرح طرح کی مخالفتیں کر کے جھگڑے پیدا کر دیئے یہ انبیاء کا قصور نہیں ہے۔ بلکہ اُن لوگوں کا ہے۔ جو نہ صرف یہ کہ راستبازوں کو تسلیم ہی نہیں کرتے۔ بلکہ ان کی مخالفت میں ہر جائز و ناجائز طریق استعمال کرتے ہیں۔ مدینہ کے یہود نے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سلوک کیا۔ اُس کی بھی مثالیں دیں۔ قرآن مجید کی آیات پڑھ کر سنائیں۔ کہ صرف دفاعی طور پر ان لوگوں سے جنگ کا حکم ہے۔ جو کسی حال میں مسلمانوں کو چین نہ لینے دیں۔ تحویل قبلہ کی حکمت بیان کی وغیرہ وغیرہ۔ بعد میں ہم نے دس دس منٹ کی تقریر کرتے ہوئے مناظرہ جاری رکھنے کے لئے کہا۔ لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ اس پر دوسرے لوگوں کو سوالات کا موقعہ دیا گیا۔ انہوں نے سوالات کئے اور جواب دیئے گئے۔ حاضرین کافی تعداد میں تھے۔ اور نہایت توجہ سے سنتے رہے۔

چھ کس اصحاب کو خاکسار نے فرداً فرداً ملاقات کر کے تبلیغ کی۔ دس۔ پندرہ پمفلٹ تقسیم کئے۔ اور بعض کتب روانہ کیں۔ جاوا قونصل مقیم جدہ کے سکرٹری صاحب آئے۔ ان سے عربی اور انگریزی میں بہت لمبی گفتگو ہوئی۔ انہوں نے پھر مسجد میں آنے کا وعدہ کیا۔ اور کہا۔ کہ جب جدہ سے فارغ ہو کر وطن کو جاؤں گا۔ تو قادیان ضرور ہوتا جاؤں گا۔ میں نے اپنے مبلغین کا ذکر بھی کیا۔ جاوا۔ اور سماٹرا کے کئی احمدی احباب کو وہ جانتے ہیں۔ نومسلموں کے ایک گھر خاکسار گیا۔ اور وہاں اسلامی شعار کے متعلق سمجھاتا رہا۔ دو تبلیغی چٹھیاں لکھیں اتوار اور دوسرے دنوں میں جو سبق ہم دونوں نے پڑھائے۔ اُن کی تعداد ستر سے زائد ہے۔

مسٹر مبارک احمد نیولنگ کو قرآن مجید پڑھنے کا بہت شوق ہے۔ ہفتہ کے دوران میں بھی ضرور آتے ہیں۔ حمائل ہر وقت پاس ہوتی ہے۔ اور راستہ میں بھی مطالعہ کرتے رہتے ہیں۔ آج کل مجھ سے عربی گرامر بھی پڑھ رہے ہیں۔ اور قرآن مجید کے سات سپارے پڑھ چکے ہیں۔ مسٹر عمر Bush کا گھر مسجد سے بارہ چودہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ لیکن ہر ہفتہ ضرور سبق پڑھنے آتے ہیں۔ یسرنا القرآن پڑھ رہے ہیں۔ نماز تقریباً ختم کر چکے ہیں۔ چندہ نہایت خوشی سے باقاعدہ دیتے ہیں۔

سکینہ اور لغیمہ نکس اتوار کے علاوہ تین چار دن اور بھی آتی ہیں۔ جمیلہ شاہ ہر اتوار کو معہ اپنے بچوں کے آتی ہیں۔

اسی طرح تمام نومسلم اپنے اپنے رنگ میں ترقی کر رہے ہیں عرصہ زیر رپورٹ میں ایک صاحب داخل اسلام ہوئے۔ اللہ تعالےٰ استقامت عطا فرمائے۔ خاکسار محمد یار عارف مبلغ انگلستان ۴ر اگست ۱۹۳۲ء

سیرت النبی کے جلسوں کے متعلق اعلان

سیرت النبیؐ کے جلسوں کی تاریخ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۶ر نومبر ۱۹۳۲ء مقرر فرمائی ہے۔ تمام جماعت ہائے احمدیہ کو چاہیئے۔ کہ بہت جلد اس کے متعلق کوشش شروع کر دیں۔ اور ہر جگہ جلسے کرانے کا انتظام کریں۔ جماعتیں اپنے انتظام سے دفتر کو مطلع کر کے ممنون فرمائیں۔ ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان۔

حلقہ بٹالہ کا قابل تعریف سب انسپکٹر

تھانہ صدر بٹالہ کے انچارج چودھری خورشید احمد صاحب سب انسپکٹر ایک قابل اور فرض شناس افسر ہیں۔ انہوں نے اپنی انتظامی قابلیت سے علاقہ میں پوری طرح امن قائم کر رکھا ہے۔ وارداتوں میں بہت کمی ہو گئی ہے۔ علاوہ ازیں چودھری صاحب موصوف دیہاتوں میں رہنے والے کمزور اور غریب لوگوں کو شریروں کی ایذا رسانیوں اور حق تلفیوں سے بچانے کے لئے ہر وقت مستعد رہتے ہیں۔ اور اس سلسلہ میں کئی اہم کام سرانجام دے چکے ہیں۔ غرض جہاں تک ہمیں معلوم ہے وہ اپنے فرائض نہایت دیانتداری اور سرگرمی سے سرانجام دے رہے ہیں۔ اور اس بات کے مستحق ہیں کہ افسران بالا ان کی حوصلہ افزائی کریں۔ اور انہیں زیادہ ذمہ داری کے عہدہ پر خدمات سرانجام دینے کا موقعہ دیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
نمبر ۳۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۳۲ء | جلد ۲۰

کیا گاندھی جی ”پرماتما کے اوتار“ ہیں؟

چند قابلِ توجہ باتیں

گاندھی جی اور ہندو دھرم

جیسا کہ گزشتہ مضمون میں بتایا گیا ہے۔ گاندھی جی نے فاقہ کشی کے ذریعہ اپنی جان ضائع کر لینے کا جو اعلان کیا ہے اسے ایک طرف تو ان کے عقیدت مند ہندو خودکشی قرار دے رہے ہیں۔ اور دوسری طرف یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ ویدک دھرم اس کی اجازت نہیں دیتا۔ گویا گاندھی جی اگر اپنے ارادہ پر پختہ رہے۔ تو وہ اپنے ہی مذہب کی۔ اور اس مذہب کی جس کی وہ حفاظت کرنا چاہتے ہیں۔ صریح خلاف ورزی کرنے والے ہونگے۔ یہی نہیں۔ بلکہ خودکشی جسے وہ خود بھی ”گناہ“ سمجھتے رہے ہیں۔ اس کے دیدہ و دانستہ مرتکب ہونگے ۔

گاندھی جی اور خودکشی

۱۹۲۴ء میں جب گاندھی جی نے ہندو مسلم فسادات کو پیش نظر رکھ کر فاقہ کشی کرنی چاہی۔ تو گو اس وقت بھی وہی بات اُن کے لئے محرک ہوئی تھی۔ جواب ہو رہی ہے۔ یعنی حد درجہ کی مایوسی اور نا امیدی۔ لیکن اس وقت ان پر اپنے دھرم کی تعلیم صرف اس حد تک منکشف ہوئی تھی۔ کہ کسی بہت بڑی تکلیف کے ازالہ کے لئے برت رکھنا چاہیئے۔ اور پرماتما سے پرارتھنا کرنی چاہیئے۔ چنانچہ انہوں نے ۱۸ ستمبر ۱۹۲۴ء کو جو اعلان ایسوسی ایٹڈ پریس کے ذریعہ ہندوستان کے طول و عرض میں شائع کرایا۔ اس میں لکھا۔

”تازہ واقعات میرے لئے ناقابل برداشت ہو رہے ہیں۔ میری مایوسی اور نا امیدی کی کوئی انتہا نہیں رہی۔ میرا دھرم مجھے سکھلاتا ہے۔ کہ جب کوئی شخص کسی ایسی عظیم الشان تکلیف میں ہو جسے وہ دور نہیں کر سکتا۔ تو اسے برت رکھنا چاہیئے۔ اور پرماتما کی درگاہ میں پرارتھنا کرنی چاہیئے“

اس کے ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی لکھا تھا۔ کہ

”میں اس امید پر اس برت کو اخبارات میں شائع کراتا ہوں۔ تا یہ ہر دو ہندوؤں اور مسلمانوں کے لئے جو آج تک مل کر کام کرتے رہے ہیں۔ ایک پُراثر دعا ثابت ہو سکے۔ اور وہ خودکشی کے گناہ کے مرتکب نہ ہوں“

۱۹۲۴ء کے گاندھی جی ۱۹۳۲ء میں

گویا ۱۹۲۴ء میں گاندھی جی جہاں اپنے دھرم کی یہ تعلیم سمجھتے تھے۔ کہ کسی تکلیف کو دور نہ کر سکنے کی حالت میں برت رکھنا اور پرماتما سے پرارتھنا کرنی چاہیئے۔ وہاں ان کا یہی عقیدہ تھا۔ کہ خودکشی گناہ ہے۔ اور کسی کو کسی حالت میں بھی اس کا ارتکاب نہیں کرنا چاہیئے۔ لیکن اب یہ سب کچھ نظر انداز کر کے خودکشی کی دھمکی دیتے ہوئے یہ کہتے ہیں۔ کہ ”میرے لئے سوائے اس طریق کے اور کوئی طریق نہیں رہا۔ جس پر عمل کر سکوں“ اور اپنے دھرم کی تعلیم کو کلیتہً پس پشت ڈالتے ہوئے یہ ارشاد فرما رہے ہیں۔ کہ ”یہ میری ضمیر کا حکم ہے۔ جس کی خلاف ورزی کرنے کی مجھ میں جرأت نہیں۔ خواہ اس کے لئے لوگ مجھے پاگل ہی کیوں نہ کہیں“

ہندوؤں کا حیرت انگیز طریق عمل

ان حالات میں ہر اس شخص کا جو اپنے آپ کو ہندو دھرم کی طرف منسوب کرتا ہے۔ یہ فرض ہونا چاہیئے تھا۔ کہ وہ گاندھی جی کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتا۔ اور صاف طور پر کہہ دیتا۔ کہ انہیں ہندو دھرم کی تعلیم کو اپنی ضمیر کے حکم کی کُند چھری سے ذبح کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ لیکن حیرت ہے۔ کہ نہ صرف تمام ہندو دنیا میں سے کوئی آواز ایسی نہیں اٹھی۔ بلکہ گاندھی جی کو اپنا ایشور قرار دیا جا رہا۔ اور ان کی خودکشی کے ارادہ کو یہ کہکر جائز بتایا جا رہا ہے۔ کہ ”وہ پرماتما کے حکم سے نشٹ ماتر کی سہائتا کے لئے آئے ہیں۔ اور ہمارے رشیوں کے علم کو مانتے ہوئے۔ اور دیوتاؤں کے عقیدہ پر کاربند رہتے ہوئے انہوں نے یہ طریق اختیار کیا ہے“

گاندھی جی کا نیا دعویٰ

جیسا کہ اوپر بتایا جا چکا ہے۔ گاندھی جی نے خودکشی کا اعلان اپنی ضمیر کے حکم سے کیا۔ اور ہندو دھرم کی تعلیم کو بالکل نظر انداز کرتے ہوئے اپنی ضمیر کو اس پر ترجیح دی۔ لیکن بعد کی تشریحات میں انہوں نے یہ دعوے کرنا شروع کر دیا ہے۔ کہ انہوں نے جو کچھ کیا۔ ایشور کے حکم اور اس کے منشاء کے ماتحت کیا ہے۔ چنانچہ مسٹر جی۔ ڈی برلا کو گاندھی جی نے جو تار بھیجا۔ اس میں لکھا ہے

”ایشور نے مجھے موقعہ دیا ہے۔ کہ میں دلتوں کے لئے ایک آخری قربانی دوں۔ میرا پختہ یقین ہے۔ کہ برت ملتوی نہیں کیا جانا چاہیئے“ (ملاپ ۱۸ ستمبر)

اس سے بھی آگے قدم بڑھاتے ہوئے انہوں نے جو تار مسٹر سی۔ ایف۔ اینڈ ریوز کو بھیجا۔ اس میں یہ دعوےٰ کیا ہے۔ کہ:۔

”مجھے ایشور کا سندیش (پیغام) آیا ہے۔ کہ میں اس وقت اچھوتوں کے لئے پران تیاگ دوں“ (پرتاپ ۱۸ ستمبر)

پھر ایک مجسٹریٹ نے جب جیل میں اُن سے دریافت کیا۔ کہ ”آپ نے اپنا برت ملتوی کیوں نہیں کیا“ تو گاندھی جی نے جواب دیا۔

”میں کیوں ملتوی کروں۔ ایشور کا حکم کبھی ٹل سکتا ہے۔“ (پرتاپ ۱۹ ستمبر)

گاندھی جی کی نئی پوزیشن

ان بیانات سے ظاہر ہے۔ کہ نہ صرف گاندھی جی کے عقیدت مند ہندو انہیں ”پرماتما کا اوتار“ اپنا ”ایشور“ اور ”نشٹ ماتر کی سہائتا کرنے والا“ قرار دے رہے ہیں۔ بلکہ گاندھی جی خود بھی یہ دعوے کر رہے ہیں۔ کہ انہیں ایشور سے پیغام پانے کا رتبہ حاصل ہے۔ اور انہوں نے جو کچھ کیا ہے۔ وہ ایشور کے پیغام اور حکم کے مطابق کیا ہے ۔

ان دعاوی کے ذریعہ گاندھی جی نے اپنے آپ کو ایسی پوزیشن میں ڈال لیا ہے۔ جس پر تنقید کرنے۔ اور جس کی حقیقت ظاہر کرنے کا حق ہر مذہبی آدمی کو حاصل ہے۔ اور اسی فرض کی ادائیگی میں یہ سطور لکھی جا رہی ہیں ۔

پہلی بات

گاندھی جی اور ان کے عقیدت مندوں کے اس قسم کے دعاوی کو پیش نظر رکھتے ہوئے سب سے پہلی بات یہ سامنے آتی ہے۔ کہ اگر گاندھی جی کو وہی رتبہ حاصل ہے۔ جو اب ظاہر کیا جا رہا ہے۔ کہ انہیں نہ صرف پرماتما سے پیغام حاصل ہوتے ہیں۔ بلکہ خود ایشور ہیں۔ تو پھر انہوں نے وزیر ہند کو یہ کیوں لکھا تھا۔

”مجھے امید ہے۔ کہ میرے تمام خدشات بالکل بغیر حق بجانب ہیں“

اور برطانی حکومت کا مطلقاً یہ ارادہ نہیں۔ کہ اچھوت اقوام کے لئے جُداگانہ طریق انتخاب جاری کیا جائے۔"

انہیں تو اس وقت یہ کہنا چاہیئے تھا۔ کہ میرے پاس ایشور کا سندیش آگیا ہے۔ کہ برطانی حکومت ضرور اچھوت اقوام کے لئے جداگانہ طریق انتخاب جاری کرے گی۔ اور مجھے حکم دے دیا گیا ہے کہ میں اچھوتوں کے لئے پران تیاگ دُوں۔ کیا گاندھی جی کی مذکورہ بالا امید نے باطل ہو کر یہ ظاہر نہیں کر دیا۔ کہ ان کا ایشور ہونا یا ایشور کا اوتار ہونا۔ یا ایشور کا سندیش پانے کی اہمیت رکھنا تو الگ رہا۔ وُہ معمولی سیاست دان کی سی عقل و سمجھ بھی نہیں رکھتے اگر گاندھی جی کے اچھوتوں کو جُداگانہ طریق انتخاب دینے کے متعلق خدشات بے بنیاد تھے۔ تو انہوں نے وزیر ہند اور وزیر اعظم سے خط وکتابت کرنے کی تکلیف ہی کیوں گوارا کی۔ اور اگر خدشات واقعی تھے۔ تو انہوں نے انہیں "بالکل غیر حق بجانب" کیوں کہا۔ کیا یہ صریح طور پر ان کی خود فراموشی کا ثبوت نہیں۔

دُوسری بات

دُوسری بات یہ قابلِ غور ہے۔ کہ اگر گاندھی جی ہندوؤں کے ایشور ہیں۔ اور پرماتما نے "منش ماتر کی سہائتا کے لئے" انہیں مقرر کیا ہے۔ تو کیا اس پوزیشن والی ہستی کی یہی شان ہونی چاہیئے کہ ایسی حالت میں جبکہ "منش ماتر" سخت مصائب میں مبتلا ہو۔ اسے "سہائتا" کی بے حد ضرورت ہو۔ وُہ کہدے۔ کہ "میں بھوکا رہ کر اپنی سب سے زیادہ عزیز جان گنوا دوں گا"

پھر ذرا غور سے ملاحظہ کیجئے۔ خود سہائتا دینے کے لئے آنے والا منش ماتر کی حالت کا نقشہ کن الفاظ میں کھینچ رہا ہے۔ اپنے خط بنام وزیر ہند میں لکھتا ہے:۔

"سخت گیری جائز حدود سے تجاوز کر رہی ہے۔ سرکاری دہشت انگیزی تمام ملک میں پھیل رہی ہے۔ انگریز اور ہندوستانی افسروں کو وحشی بنایا جا رہا ہے۔ اعلےٰ اور ادنیٰ ہندوستانی افسروں کا اخلاق گر رہا ہے۔ کیونکہ اگر وُہ اپنے لوگوں سے شاندار طریقہ سے بے وفائی کریں۔ اور اپنے گوشت پوست سے خلافِ انسانیت سلوک روا رکھیں۔ تو سرکار کی طرف سے انہیں انعام دیا جاتا ہے آزادی تقریر کا گلہ گھونٹ دیا گیا ہے۔ قانون اور انتظام کے نام پر غنڈہ پن دکھایا جا رہا ہے۔ جو دیویاں منش ماتر کی سیوا کا بھاؤ لے کر میدان میں آتی ہیں۔ انہیں اپنی بے عزتی کا ڈر لگا رہتا ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں۔ کہ یہ سب کچھ آزادی کی اس سپرٹ کو جس کی کانگرس علمبردار ہے۔ کچلنے کے لئے کیا جا رہا ہے"

خود بیان کردہ ایسے رُوح فرسا حالات اور ایسے نازک وقت میں کیا پرماتما کے اوتار۔ ایشور۔ اور منش ماتر کی سہائتا کے لئے آنے والے کا یہی کام ہونا چاہیئے۔ کہ وُہ مُونہہ بسور کر کہہ دے:۔

"اس وقت میں صرف یہی واحد طریقہ اختیار کر سکتا ہوں کہ بھوکا رہ کر مر جاؤں"

"میرے لئے سوائے اس طریق کے اور کوئی طریق نہیں رہا جس پر عمل کر سکوں"

"اب میں گورنمنٹ کے اس فیصلہ کو بدلوانے کا اور کوئی ذریعہ معلُوم کرنے کی امید نہیں رکھتا"

کیا کہنے ہیں ایسے ایشور کے۔ اور کیا کہنے ہیں ایسے اوتار اور سہائتا دینے والے کے۔ مصائب اور مشکلات میں پھنسے ہوئے منش ماتر کو خلصی کی کوئی راہ بتانے کی بجائے خود ہی اپنا خاتمہ کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ اپنی ناکامی اور نامرادی کا خود اعلان کرنے کے سوا اس کے لئے کوئی چارہ نہ رہا۔ اور موت کے سوا کوئی چیز اسے پناہ دینے والی باقی نہ رہی۔

جو شخص زندگی کے میدان سے اس طرح بزدلانہ اور نامردانہ فرار اختیار کرتا ہے۔ جو دُنیا کی تکالیف اور مشکلات سے ایسی ہزیمت اُٹھاتا ہے۔ جو کش مکش حیات میں ایسی شرمناک شکست کھاتا ہے۔ اس کے متعلق کس منہ سے کہا جا سکتا ہے۔ کہ وُہ پرماتما کا اوتار ہے ایشور ہے۔ اور منش ماتر کی سہائتا کے لئے آیا ہے۔

تیسری بات

تیسری بات دیکھنے کے قابل یہ ہے۔ کہ ناامیدی اور مایوسی کا شکار ہو کر گاندھی جی نے جو راہ اختیار کی ہے۔ اس کے درست ہونے پر انہیں خود یقین نہیں۔ بلکہ اس کے متعلق شک و شبہ میں گرفتار ہیں۔ چنانچہ ان کا اپنا بیان ہے:۔

"ہو سکتا ہے۔ کہ میرا فیصلہ (خودکشی کا) مبہم ہو۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ اچھوتوں کے لئے جداگانہ نیابت کے سوال کے متعلق میں بالکل غلطی پر ہوں" (پرتاپ ۱۴ ستمبر)

کیا ایسے غلط اندیش اور غلط کار ایشور اور پرماتما کے اوتار کے متعلق یہی مناسب نہیں۔ کہ بالفاظ اس کے "ان مردوں اور عورتوں پر سے جو میری دانائی اور فلاسفی پر بچوں کی طرح اعتقاد رکھتے ہیں" اس کا ناقابل برداشت بوجھ ہمیشہ کے لئے اتر جائے۔ اور اس کا بھوکا رہ کر مر جانا۔ اس کی غلطیوں کا خمیازہ ثابت ہو۔ پس چاہیئے۔ کہ گاندھی جی کو آزادی کے ساتھ اپنے عزم پر کاربند ہونے دیا جائے اور اس میں کسی قسم کی روکاوٹ نہ پیدا کی جائے۔

چوتھی بات

ایک اور بات جو اس سلسلہ میں پیش کرنی ضروری ہے۔ وُہ یہ ہے۔ کہ جب ایک طرف تو گاندھی جی کو ایشور اور پرماتما کا اوتار بتایا جاتا ہے۔ اور دُوسری طرف وُہ یہ دعوے کر رہے ہیں۔ کہ:۔

"مجھے ایشور کا سندیش آیا ہے۔ کہ میں اس وقت اچھوتوں کے لئے پران تیاگ دوں"

نیز وُہ یہ بھی کہہ رہے ہیں۔ کہ میں فاقہ کشی کو کیوں ترک کروں کیا "ایشور کا حکم کبھی ٹل سکتا ہے" (پرتاپ ۱۹۔ ستمبر) جو اپنے عقیدت مندوں کو یہ ارشاد فرما رہے ہیں۔ کہ:۔

"ایشور کے لئے یہ مجھ سے نہ کہو۔ کہ میں اس فیصلہ (خودکشی) کو بدل دوں۔ جو ایشور کا نام لے کر اور اس کا حکم پا کر میں نے کیا ہے"

تو کیوں اس قسم کی جد وجہد کی جا رہی ہے۔ کہ جس طرح بھی ممکن ہو۔ اچھوتوں کو ان حقوق سے دست بردار کرایا جائے۔ جو وزیر اعظم کے فیصلہ میں ان کے لئے قرار دیئے گئے ہیں۔ کیوں تمام کے تمام ہندو لیڈران کے آگے ناک رگڑ رہے ہیں۔ انہیں طرح طرح کے سبز باغ دکھا رہے ہیں۔ اور گاندھی جی کی زندگی بچانے کی درخواستیں کر رہے ہیں۔ کیا ہندو ایشور کے اس حکم کو پاؤں تلے روند دینا چاہتے ہیں۔ جس میں گاندھی جی کو اچھوتوں کے لئے پران تیاگ دینے کے لئے کہا گیا ہے۔ کیا ہندو اس موقعہ کو کھو دینا چاہتے ہیں۔ جو ایشور نے گاندھی جی کو جان دینے کے لئے عطا کیا ہے۔ کیا ہندو اس سندیش کو غت ربود کر دینا چاہتے ہیں جو ایشور کی طرف سے گاندھی جی کو ساری عمر میں پہلی دفعہ موصول ہوا ہے۔ اگر نہیں۔ تو کیوں اس پر عمل پیرا ہونے میں روکاوٹیں پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

یہ سب باتیں اس قابل ہیں۔ کہ تمام ہندو۔ اور خاص کر گاندھی جی کے عقیدت مند ان پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ اور اچھوتوں کو ورغلانے کی تمام کوششیں ترک کر کے گاندھی جی کے اس ارشاد کی تعمیل کرنے کے انتظامات میں مصروف ہو جائیں۔ کہ۔

"تشویش کی کوئی وجہ نہیں۔ میرے مرنے پر خوشی مناؤ" (پرتاپ ۱۸ ستمبر)

اچھُوت اقوام کو خریدنے کی کوشش

چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ جس طرح گاندھی جی نے حکومت کو یہ دھمکی دی ہے کہ وُہ اچھُوت اقوام کے متعلق اپنے فیصلہ کو بدل دے ورنہ فاقہ کشی کر کے جان دے دیں گے۔ اسی طرح ہندو بھی حکومت پر ہی زور ڈالتے کہ وُہ گاندھی جی کا مطالبہ منظور کرے۔ لیکن انہوں نے اس بات کو کلیۃً نظر انداز کر کے بیچارے اچھوتوں پر دباؤ ڈالنا۔ اور انہیں طرح طرح کے لالچ دینا شروع کر دیا ہے۔ اور کھلم کھلا اچھُوت اقوام کے لیڈروں کے متعلق کہا جا رہا ہے۔ کہ "ڈاکٹر امبیدکر جیسے اشخاص اپنی غداری کی قیمت زیادہ مانگینگے۔ اور وُہ ہمیں دینی پڑے گی۔ لیکن ایک بار تو آریہ جاتی اپنی ساری طاقت لگا کر دیکھ لے گی۔ مہاتما گاندھی جائینگے تو اس وقت جبکہ معاملہ ہماری طاقت سے باہر ہو گا" (پرتاپ ۱۸ ستمبر)

گویا ہندو اچھوتوں کی قسمت زیادہ سے زیادہ قیمت دے کر خرید لینا چاہتے ہیں۔ اس صورت میں اگر خدانخواستہ اچھُوت اقوام ہندوؤں کے...

اسلام پر اعتراضات کے جواب

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ عیسیٰ روح اللہ موسیٰ کلیم اللہ

ایک صاحب نے لکھا ہے۔ بعض غیر مسلم یہ سوال کرتے ہیں۔ کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ عیسیٰ روح اللہ موسیٰ کلیم اللہ کا ثبوت قرآن اور بائیبل سے دیا جائے۔ اگر یہ کلمات ان کتب میں نہیں پائے جاتے۔ تو مسلمانوں کے لئے ان کا اقرار کیوں فرض ہے۔ اس کے متعلق ذیل کا مضمون لکھا گیا ہے:

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو ایک ایسا کلمہ ہے۔ جس کا حوالہ دریافت کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس میں خدا تعالیٰ کی توحید کا ذکر ہے۔ اور سمجھدار غیر مسلم اصحاب بھی بارہا اقرار کر چکے ہیں کہ سارے کا سارا قرآن مجید توحید باری تعالیٰ کے اثبات سے مملو ہے۔ اور سارا قرآن مجید لا الٰہ الا اللہ کی تفسیر ہے۔ لیکن چونکہ حوالہ طلب کیا گیا ہے۔ اس لئے میں قرآن مجید سے چند آیات اس مطلب کی نقل کرتا ہوں:

توحید الٰہی کے متعلق چند آیات

(۱) والٰھکم الٰہ واحد لا الٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم (بقرہ ع ۱۹) یعنی تمہارا معبود ایک ہی ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی بخشش کرنے والا مہربان ہے۔

(۲) وما من الٰہ الا اللہ وان اللہ لھو العزیز الحکیم (آل عمران ع ۶) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور بے شک اللہ ہی معبود ہے۔ جو غالب حکمت والا ہے

(۳) ذٰلکم اللہ ربکم لا الٰہ الا ھو (انعام ع ۱۳) یہی اللہ تمہارا رب ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں

(۴) فان تولوا فقل حسبی اللہ لا الٰہ الا ھو (توبہ ع ۱۶) اے رسول اگر وہ پھر جائیں تجھ سے۔ تو ان سے کہدے مجھے اللہ کافی ہے۔ اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں

ان آیات سے ظاہر ہے۔ کہ قرآن پاک میں سب سے زیادہ زور اس بات پر دیا گیا ہے۔ کہ شرک اور کفر کی روح کو کچل کر تمام عالم میں وحدت ہی وحدت کا دور چلایا جائے۔

رسول کریمؐ کی رسالت کا اقرار

[illegible] کہ لا الٰہ الا اللہ کیسا تھ محمد رسول اللہ قرآن [illegible] کیسے [illegible] یہ مطالبہ عدم تدبر کا نتیجہ ہے۔ کوئی شخص قرآن کریم [illegible] کا مومن ہی نہیں ہو سکتا۔ جب تک رسالت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس کو کامل یقین اور وثوق نہ ہو۔ اور حقیقی توحید کا قائل ہی نہیں ہو سکتا۔ جب تک آپ کی رسالت کا اقرار نہ کرے۔ اس لئے تعلیم توحید کی تکمیل کے لئے لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کا اقرار بھی ضروری قرار دیا گیا:

یاد رکھنا چاہیئے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کلمہ پر منشا ایزدی اور حکم الٰہی کے ماتحت اس قدر زور دیا ہے۔ کہ ہر مسلمان ہونے والے سے پہلی بات جو منوائی جاتی ہے۔ وہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہی ہے۔ کیونکہ اسلام نام ہی اس چیز کا ہے۔ کہ خدا کو واحد یقین کیا جائے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا برحق نبی اور فرستادہ تسلیم کیا جائے۔ اور جب ایک شخص توحید باری تعالیٰ اور رسالت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اقرار کرے گا۔ تو لازماً اس کو حضور پر نازل شدہ وحی پر بھی عمل کرنا پڑے گا۔ اور جو حضور کا طرز عمل ہے۔ اس کو بھی اسے اپنی زندگی کا لائحہ عمل بنانا پڑیگا۔ غرض اس طرح سے ایک شخص صرف ایک کلمہ کا صدق دل سے اقرار کر کے اسلام کے تمام اوامر اور نواہی کو ماننے اور تسلیم کرنے کا اقرار کرتا ہے

جاہلانہ اعتراض

ہاں بعض نادان کمی فہم اور قلت تدبر کی وجہ سے اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ شرک سے تو منع کیا لیکن لا الٰہ الا اللہ کیساتھ محمد رسول اللہ لگا کر شرک کا ایک اور دروازہ کیوں کھول دیا۔ حالانکہ اگر غور کیا جائے۔ تو بآسانی سمجھ میں آ سکتا ہے۔ کہ لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کی عبودیت اور رسالت کا اقرار کرنا ہی لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کو ظلمت شرک کی تاریک وادیوں سے نکالنے کا موجب ہوا ہے۔ کیا صرف توحید کا اقرار یہودیوں سے نہیں لیا گیا تھا۔ پھر انہوں نے کیوں کہا عزیر ابن اللہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے۔ اور کیا مسیحیوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بڑی تاکید کے ساتھ نہیں کہا تھا ان عبدوا اللہ ربی وربکم پھر کیوں مسیحی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا قرار دے کر توحید سے دور جا پڑے۔

پس اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مسلمان ہونیوالوں سے صرف لا الٰہ الا اللہ کا ہی اقرار لیتے۔ اور اپنی رسالت اور عبودیت کا حکم ساتھ نہ بڑھاتے۔ تو مسلمان بھی یہود اور عیسائیوں کی طرح آج محمد رسول اللہ کو فوق البشریت رتبہ دیتے:

اللہ تعالیٰ کا حکم اور منشاء

تکمیل جواب کی خاطر میں یہ بھی بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محمد رسول اللہ کو لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ اپنی مرضی اور خواہش سے نہیں ملایا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور منشاء کے ماتحت بڑھایا۔ احادیث میں توبیسیوں نصوص ایسی موجود ہیں جن سے ظاہر ہے۔ کہ جبرائیل علیہ السلام جیسلینے کا طریقہ نہ صرف حضور کو منشاء الٰہی کے ماتحت سکھاتے تھے۔ بلکہ کبھی کبھی بیعت کرتے بھی تھے۔

مگر دلالۃ النص کے طور پر قرآن کریم سے بھی ظاہر ہے۔ کہ اپنی رسالت کا اقرار لینا خدا تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ضروری قرار دیا ہے چنانچہ سورۃ منافقون میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اذا جاءک المنٰفقون قالوا نشھد انک لرسول اللہ واللہ یعلم انک لرسولہ۔ واللہ یشھد ان المنٰفقین لکٰذبون یعنے جب منافق تیرے پاس آتے ہیں۔ تو کہتے ہیں۔ ہم گواہی دیتے ہیں۔ کہ تو اللہ کا رسول ہے۔ اللہ جانتا ہے۔ کہ تو اس کا رسول ہے مگر اللہ گواہی دیتا ہے۔ کہ یہ منافق جھوٹے ہیں۔

معلوم ہوا۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو خود حکم دیا تھا۔ کہ رسالت کا اقرار لیا کرو۔ تبھی تو فرمایا۔ کہ بے شک یہ صحیح ہے۔ کہ تو اللہ کا رسول ہے۔ اور یہ بھی صحیح ہے۔ کہ مسلمان ہونے کے لئے تیرے رسول ہونے کی شہادت دینا ضروری ہے۔ لیکن یہ منافق جھوٹے ہیں۔ کیونکہ یہ صدق دل سے نہیں کہتے۔

تقاضاء وقت

وقتی طور پر بھی لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کا رکھنا ضروری تھا۔ کیونکہ سب سے بڑی خرابی دنیا میں عموماً اور عرب میں خصوصاً شرک تھا۔ اور یہ ایسی جڑیں پکڑ چکا تھا۔ کہ باوجودیکہ حضرت آدم سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء اس کے مٹانے کے لئے پورا زور لگاتے رہے۔ لیکن یہ نہ مٹا۔ بلکہ جس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعویٰ فرمایا۔ اکثر دنیا بلکہ یوں کہنا چاہیئے۔ کہ کل دنیا قریباً شرک کے خطرناک عقیدہ میں پھنسی ہوئی تھی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی عبودیت اور رسالت کو توحید کے ساتھ لگا کر شرک پر ایسا تبر چلایا۔ کہ آج غیر مسلم ہندو اور سکھ عیسائی اور یہودی تمام کے تمام توحید کے دعویدار نظر آتے ہیں۔ اور اسلامی توحید کا اس قدر اثر ہو چکا ہے۔ کہ دنیا میں بہت تھوڑے انسان ایسے نظر آئینگے جو مشرک ہو کر بھی مشرک کہلانا پسند کرتے ہوں:

اعتراض کا دوسرا حصہ

اعتراض کے دوسرے حصے کا جواب یہ ہے۔ کہ بے شک قرآن پاک کی سورۂ نساء میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح منہ یعنے روح اللہ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلّم اللہ موسیٰ تکلیما یعنے کلیم اللہ کہا گیا ہے۔ لیکن آج کل کے بعض ملا یا ملا طبع لوگ روح اللہ کو صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور کلیم اللہ کو صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مخصوص قرار دیتے ہیں۔ اور اگر کسی اور کو روح اللہ یا کلیم اللہ کہا جائے۔ تو استغفار پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ صحیح نہیں ؟

روح اللہ کا مطلب

حقیقت یہ ہے۔ کہ چونکہ بنی اسرائیل میں جس قدر انبیاء حضرت مسیح علیہ السلام سے قبل گزر چکے ہیں۔ ان کی بزرگی اور عظمت کے بنی اسرائیل کسی نہ کسی رنگ میں قائل ہو چکے تھے۔ چنانچہ بائبل میں ملاکی نبی تک سب انبیاء کی کتب موجود ہیں۔ جنکی وہ تلاوت کرتے اور ان کے مطابق زندگی بسر کرنا موجب ثواب اور نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ حتیٰ کہ حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام جن کے آخر عمر میں مرتد ہونے کے وہ قائل ہیں۔ ان کا ذکر بھی بائبل میں موجود ہے۔ نیز ان کے کلام کی اب تک یہود میں کافی قدر و منزلت ہے۔ زکریاؑ اور یحییٰؑ کو باوجود زمرہ انبیاء سے خارج کرنے کے عالم اور نیک سمجھتے ہیں۔ لیکن حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت ان کا خیال نہایت گندہ اور ناپاک تھا۔ اور جیسا کہ قرآن کریم سے بھی ثابت ہے۔ وہ ان پر خطرناک الزام لگاتے ہیں۔ اور نعوذ باللہ ولد الزنا فاحشہ اور ملعون قرار دیتے ہیں۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے خاص طور پر اس الزام کو رد کرنے کے لئے فرمایا۔ کہ اے گندے اور ناپاک طبع یہودیو دیکھو۔ عیسیٰؑ صداقت کی وہ تمام علامتیں رکھتے ہیں۔ جن کی وجہ سے تم دیگر انبیاء بنی اسرائیل کو برگزیدہ سمجھتے ہو اور بطور نمونہ دو زبردست علامت۔ بینات اور روح القدس کو حضرت مسیح کے متعلق بیان فرما دیا۔ پس حضرت مسیح کے ساتھ بینات۔ روح القدس سے خدا تعالےٰ کا ہرگز یہ منشاء نہیں۔ کہ انہیں دیگر انبیاء سے کوئی خصوصیت حاصل ہے۔ بلکہ یہود کو صرف یہ بتلانا مقصود ہے۔ کہ عیسیٰؑ بھی ان تمام انبیاء کی طرح جن کی صداقت کے تم قائل ہو۔ اپنے ساتھ صداقت کے نشانات رکھتے تھے۔ اور یہ بات انبیاء کے سب نبیوں بلکہ مومنوں کو بھی نصیب ہے۔ جیسا کہ آنحضرتؐ کے صحابہ کی نسبت قرآن پاک فرماتا ہے۔ اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان و ایدھم بروح منہ (سورۃ مجادلہ ع ۳) کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو پختہ طور پر نقش کر دیا ہے۔ اور اپنی طرف سے روح بھیجکر ان کی نصرت اور مدد کی ہے غرض مسیح علیہ السلام بے شک روح اللہ تھے مگر ایسے ہی جسطرح دیگر انبیاء اور مومن روح اللہ ہیں۔ اس میں حضرت مسیحؑ کو کوئی خصوصیت حاصل نہیں بلکہ یہودیوں کے الزام سے بری کرنا مقصود ہے

کلیم اللہ کا مطلب

ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بیشک خدا نے ایک خاص طریق سے کلام کیا۔ لہذا ان کو کلیم اللہ کہنا بجا ہے لیکن انہیں ان کی کوئی خصوصیت نہیں۔ بلکہ سب نبی ایسے ہی کلیم اللہ تھے۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اگر لفظ نبی پر ہی غور کیا جائے۔ تو یا دنیٰ تدبر سمجھ میں آسکتا ہے۔ کہ کوئی نبی نبی ہو ہی نہیں سکتا۔ جبتک اس کو خدا سے کلام کرنے کا شرف حاصل نہ ہو چکا ہو۔ کیونکہ نبی کے معنے یہ ہیں۔ خدا سے الہام پاکر غیب کی خبریں دینے والا۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کلیم اللہ نہیں تھے۔ اور بغیر کلام کے خدا تعالےٰ نے قرآن نازل فرما دیا تھا۔ یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ نہیں تھے۔ کلیم اللہ کے معنے تو صرف اس قدر ہیں۔ کہ خدا سے کلام کرنے والا۔ اور انبیاء تو علیحدہ رہے۔ ایسے مومن بھی مل سکتے ہیں۔ جن سے خدا نے کلام کیا۔ اور وہ کلیم اللہ کہلانے کے مستحق ہوئے۔

پس بے شک حضرت عیسیٰ روح اللہ تھے۔ حضرت موسےٰ کلیم اللہ تھے۔ مگر ایسے ہی جیسے دیگر انبیاء اور مومن۔ انہیں کوئی خصوصیت حاصل نہیں۔ بلکہ دونوں سے الزامات کو دور کیا گیا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ سے نعوذ باللہ ولد الزنا اور لعنتی ہونے کا اور حضرت موسیٰ سے بہتان اور افترا کا۔ اس میں مخالفین حضرت محمدؐ کو بتایا۔ تم جو موسیٰ کو مفتری قرار دیتے ہو۔ یہ غلط ہے۔ اس سے بھی خدا نے اسی طرح کلام کیا۔ جیسے ابراہیم اور اسمٰعیل سے کیا

روح اللہ اور کلیم اللہ میں کوئی خصوصیت نہیں

پس صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ کہنا فرض نہیں۔ بلکہ سب نبی اور بزرگ روح اللہ اور کلیم اللہ تھے۔ بلکہ میں جہاں تک سمجھتا ہوں۔ روح اللہ اور کلیم اللہ کی نسبت اگر حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ کو علیہما السلام کہا جائے۔ تو زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ اس صورت میں ہم اقرار کرتے ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ علیہما السلام خدا کے برگزیدہ اور مقرب نبی تھے۔ اور جب ہم نے مان لیا۔ کہ وہ نبی تھے۔ تو نہ صرف روح اللہ اور کلیم اللہ مانا۔ بلکہ دیگر عمدہ صفات کا بھی اقرار کر لیا۔ کیونکہ کوئی نبی نبی نہیں ہو سکتا جبتک اس میں تمام صفات حسنہ نہ پائی جائیں۔ لیکن روح اللہ اور کلیم اللہ کہنے سے تو ان کی نبوت بھی ثابت نہیں ہوتی۔ چہ جائیکہ دیگر انبیاء سے کوئی خصوصیت ثابت ہو۔ کیونکہ یہ صفات تو جیسا کہ میں بتا آیا ہوں۔ مومنوں میں بھی پائی جاتی ہیں

میں سمجھتا ہوں۔ کہ اب قرآن مجید کے بعد انجیل اور تورات سے حوالجات دینے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ قرآن کریم سے زیادہ

چندۂ کشمیر کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا ارشاد

حضور فرماتے ہیں :-

"ضرورت ہے۔ کہ کشمیر کے مسلمانوں کی امداد کے لئے ہر جگہ پر چندہ جمع کیا جائے۔ مومنہ کی ہمدردی کچھ چیز نہیں۔ جان تو بڑی چیز ہے۔ پہلے کچھ قربانی کر کے دکھانی چاہیئے۔ تاکہ اہل کشمیر کو یقین آسکے۔ کہ ہمارے ہندوستانی بھائی ہم سے سچی ہمدردی رکھتے ہیں۔ - - - - - - - - وہاں کے لوگوں کے لئے ہزاروں روپیہ ماہوار امداد کی ضرورت ہے۔ اگر ہندوستان کے مسلمان بیواؤں یتیموں اور زخمیوں کی امداد کے لئے روپیہ نہ بھیج سکیں گے۔ تو مسلمانوں کے دشمنوں کو یقین آجائیگا۔ کہ مسلمانوں کو ایک ایک کر کے مار لینا آسان ہے۔ پس میری ہر اس شخص سے جس تک میرا یہ اعلان پہنچے۔ درخواست ہے۔ کہ اپنے علاقہ میں اس غرض کے لئے چندہ جمع کرے۔ اس وقت کی ذرا سی سستی کشمیر کے لوگوں کے لئے سخت تباہی کا موجب ہوگی پس اگر بھکاریوں کی طرح دروازوں پر بھیک مانگ کر بھی چندہ جمع کرنا پڑے۔ تو چندہ کریں۔ اور جلد ارسال کریں"

چندہ کشمیر فنڈ کی شرح ہر ایک احمدی کے لئے خواہ وہ موصی ہو۔ یا غیر موصی عام چندوں کے علاوہ ماہوار آمدنی پر ایک پائی فی روپیہ ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے اکثر احمدی تو اس شرح سے چندہ دے رہے ہیں۔ جو نہیں دیتے ان کو بھی چاہیئے۔ کہ وہ حضور کے اس ارشاد کی طرف توجہ کریں۔ نیز احمدی احباب دوسروں سے کشمیر فنڈ کشمیر کی بیواؤں اور غرباء و مساکین کے لئے جلد وصول کر کے ارسال فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ احباب کرام کو حضور ایدہ اللہ کے اس ارشاد کی تعمیل کی توفیق عطاء فرمائے

یاد رہے۔ کہ ابھی تک اس چندہ کی ماہوار آمدنی دو ہزار تک حسب منشاء حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نہیں ہو رہی۔ اس لئے خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ (فنانشل سکرٹری)

قابل توجہ موصیان حصہ آمد

یکم مئی ۳۲ء سے چندہ حصہ آمد وصیت سال گزشتہ کی نسبت کم ہو رہا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ موصیان حصہ آمد ماہ بماہ نہیں بھیجتے۔ اگر ہر ایک موصی اپنا حصہ آمد ہر ماہ کی ۳۰ تاریخ بھیجنے کا تہیہ کر لے اور باقاعدگی کے ساتھ ہر ماہ بھیجتا رہے۔ تو کوئی وجہ نہیں حصہ آمد سال گزشتہ کی نسبت کم رہے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ احباب توجہ فرمائیں گے۔

پشکر راج کا تیرتھ

پشکر راج کی اہمیت

اجمیر سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ایک پہاڑی پر یہ مندر واقع ہے۔ اس تک پہونچنے کے لئے راستہ نہایت پیچدار اور دشوار گذار ہے۔ گذرنے والوں کو سخت دقت کا سامنا پیش آتا ہے مگر سناتن دھرمی ہندوؤں کا عقیدہ ہے۔ کہ اگر کسی شخص نے ۶۸ تیرتھوں کی زیارت کی۔ مگر پشکر راج کے مقام پر اس نے اشنان نہیں کیا۔ تو اسے کوئی پن حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کلکتہ۔ بمبئی۔ سندھ۔ پنجاب غرضیکہ ہر جہت سے عقیدتمند ہندو زیارت کے لئے آتے رہتے ہیں۔ ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ اسی مقام پر دیوتاؤں اور اسُروں کے درمیان جنگ ہوئی تھی۔ اس مقام پر ایک جھیل بھی ہے جس میں سے پانی نکلتا رہتا ہے۔ بعض خطرناک جانور اور بڑی بڑی مچھلیاں بھی اس میں رہتی ہیں۔ مگر اس کے ارد گرد بڑے بڑے گھاٹ بنے ہوئے ہیں۔ جن پر بیٹھکر لوگ نہاتے دھوتے ہیں اس جھیل کے متعلق ہندوؤں میں سمجھا جاتا ہے۔ کہ سمندر کا آغاز یہیں سے ہوا تھا۔

برہما جی کا مندر

اس مقام پر ایک برہما جی کا مندر ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ ہندوستان بھر میں یہی ایک جگہ ہے جہاں برہما کی مورتی کی پوجا کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ جاوہ میں ایک جگہ پرم نیس ہے جہاں اس مورتی کی پوجا ہوتی ہے۔ ہندوستان میں صرف یہی ایک مقام ہے۔ یہ مندر بہت وسیع ہے۔ جس میں کئی علیحدہ علیحدہ کمرے اور حجرے ہیں۔ جن میں سادھو اور مہنت ڈیرہ ڈالے رکھتے ہیں۔ کئی ایک طلباء بھی رہتے ہیں۔ جو سنسکرت اور دیگر علوم کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند جی نے اسی مندر میں اپنی رسوائے عالم کتاب "ستیارتھ پرکاش" کی تصنیف شروع کی تھی۔ ایک چھوٹا سا کمرہ ہے۔ جس میں آپ رہا کرتے تھے۔ اب اسکی زیارت کے لئے بعض آریہ سماجی بھی وہاں جانے لگے ہیں

رنگ جی کا مندر

اس کے سوائے اور بھی یہاں کئی منادر ہیں۔ لیکن سب سے پرانا مندر رنگ جی کا کہلاتا ہے۔ جو اپنی عظمت اور شان وشوکت کے لحاظ سے بھی ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ اسکے کھلنے اور بند ہونے کے اوقات مقرر ہیں۔ اور ان کے بعد کوئی شخص اندر نہیں جاسکتا۔ کہا جاتا ہے کہ ایک دفعہ کسی بہت بڑے ساہوکار سیٹھ کی بیوی بعد از وقت زیارت کے لئے آئی۔ اور مہنت سے بہ اصرار درخواست کی۔ کہ اسے اندر جانے دیا جائے۔ لیکن اس نے ایک نہ سنی بلکہ طنز کے طور پر یہاں تک کہدیا۔ کہ اگر اس قدر شوق ہے۔ تو اپنے لئے علیحدہ مندر کیوں نہیں بنوا لیتی۔ کہا جاتا ہے اس نے بیس لاکھ روپیہ کی لاگت سے اس کے قریب ہی ایک نہایت عظیم الشان مندر تیار کرایا۔ جو اپنی خوبصورتی اور شان وشوکت کے لحاظ سے پہلے سے بہت زیادہ شاندار ہے۔ جو لوگ یہاں آتے ہیں۔ وہ اسکی زیارت بھی کرتے ہیں۔ اس مندر میں بھی متعدد گھاٹ بنے ہوئے ہیں۔ اور بعض ایسے مقامات بھی ہیں جن میں لوگ آکر تبدیلی آب وہوا کی غرض سے قیام کرتے ہیں۔ چیت کے مہینہ میں یہاں ایک بہت بڑا میلہ لگتا ہے۔ جس میں لاکھوں کی تعداد میں عقیدتمند ہندو ہندوستان کے ہر حصہ سے آکر شامل ہوتے ہیں۔

عظیم الشان مسجد

اگر کسی ایسے مقام پر جہاں ہندوؤں کا مقدس تیرتھ اور استھان وغیرہ ہو۔ کوئی اسلامی عبادت گاہ بھی پائی جائے۔ تو ہندوؤں کے نزدیک یہ حقیقت ثابتہ ہے۔ کہ وہ ضرور کسی مندر کو توڑ کر بنائی گئی ہوگی۔ اور مندروں کو توڑ کر مساجد تعمیر کرنیوالوں میں سب سے قبل حضرت اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کا نام لے دیتے ہیں چنانچہ حسن اتفاق سے اس مقام پر بھی ایک عظیم الشان مسجد واقع ہے جس کے متعلق ہندو تھیوری یہ ہے کہ وہ پہلے ایک مندر تھا جسے مسمار کر کے اورنگ زیب نے مسجد تعمیر کرادی۔

نیپال کے مندر

ملک نیپال جو ہندوستان کے بالکل قریب ہے۔ اس میں رہنے والوں کی مذہبیات سے متعلق چند باتیں درج ذیل کی جاتی ہیں۔

منادر کی کثرت

نیپال میں دو بڑے بڑے دریا باگمتی اور وشنومتی ہیں۔ ان دونوں کے سنگم کا مقام قدیم زمانہ سے ہندوؤں اور بودھوں کے نزدیک نہایت متبرک خیال کیا جاتا ہے۔ اور تمام چھوٹے بڑے منادر و معابد سے بھرا پڑا ہے جو معلوم نہیں کس زمانہ کی تعمیر ہیں

اشوک کی تعمیر کردہ عبادت گاہیں

تقریباً دو ہزار برس ہوئے۔ ہندوستان کے مہاراجہ اشوک نے مہاتما بدھ کی یادگاروں کی زیارت کے خیال سے ایک بہت لمبا سفر کیا تھا۔ اور اسی سلسلہ میں وہ نیپال کے ایک شہر پاٹن میں بھی آیا کیونکہ اس جگہ بھی مہاتما بدھ کا آنا ثابت ہے۔ مہاراجہ اشوک نے یہاں اپنی آمد کی یادگار کے طور پر شہر کے وسط میں ایک بہت عظیم الشان معبد تیار کرایا۔ اور اسے خوب اچھی طرح زیب وزینت دی۔ اس کے علاوہ شہر کے چاروں کونوں پر بھی عبادت خانے بنوائے۔ جو اس وقت تک بجنسہٖ قائم ہیں۔

مچھندر ناتھ کا مندر

ان کے علاوہ شہر پاٹن میں ایک اور مندر بھی ہے جو مچھندر ناتھ جی کا مندر کہلاتا ہے۔ پہلے تو یہ صرف بودھوں کا استھان سمجھا جاتا تھا۔ لیکن اب تمام نیپالیوں کو عام اس سے کہ وہ ہندو ہیں یا بدھ عقیدت پیدا ہوگئی ہے۔ اس میں ایک بہت بڑی مورتی رکھی ہوئی ہے جسے ایک سر بہ فلک رتھ پر سوار کر کے ہر سال جلوس نکالا جاتا ہے۔ اور تمام شہر میں پھرا کر پھر وہیں رکھدیا جاتا ہے ہزاروں انسان دور دراز مقامات سے اس تقریب میں شمولیت کے لئے آتے ہیں جنہیں اس مورتی کی زیارت بھی اسے بے نقاب کر کے کرائی جاتی ہے۔ اس دن بڑی دھوم دھام ہوتی ہے۔ اور نیپالیوں کا عقیدہ ہے کہ اس رسم کے بعد جو ادائل جون میں ہوتی ہے۔ وہاں بارشیں شروع ہو جاتی ہیں عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ ان کا خیال صحیح نکلا۔ نیپال میں گرمی سخت شدت کی پڑتی ہے۔ اور بارش سے قبل بعض اوقات تالاب بلکہ کنوئیں بھی خشک ہو جاتے ہیں۔ اور جاندار پانی کے لئے بیتاب وبیقرار ادھر ادھر پھرتے ہیں۔ مگر ان کے دل اس خیال سے مطمئن ہوتے ہیں۔ کہ مچھندر ناتھ کی پوجا کے بعد دیوتا ان پر خوش ہو کر خوب بارش برسائیگا۔

نیل کنٹھ

اس کے علاوہ شمالی پہاڑیوں کے دامن میں ایک اور مندر واقع ہے جسے نیل کنٹھ کہا جاتا ہے۔ یہ ہندوؤں کا نہایت متبرک ومقدس استھان ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک دن کوئی کسان اپنے کھیت میں تالاب بنانے کے لئے زمین کھود رہا تھا کہ کدال کسی سخت چیز سے ٹکرائی۔ اور معلوم ہوا۔ کہ سنگ سیاہ کی وشنو جی بھگوان کی بہت بڑی مورتی ہے۔ اسے بدستور رہنے دیا گیا۔ اور اب بھی وہ اس تالاب کے عین وسط میں کھڑی ہے۔ تالاب کے گرداگرد بہت سے چھوٹے چھوٹے مندر بنا دئے گئے ہیں۔

بالاجی

شہر کھٹمنڈو سے دو میل کے فاصلہ پر ایک اور مقام بالاجی ہے جو بہت متبرک سمجھا جاتا ہے۔ یہاں بھی وشنو جی بھگوان کی ایک ایسی ہی مورتی ہے۔ جیسی نیل کنٹھ میں۔ نیپال کا راجہ چونکہ خود وشنو جی کا مظہر سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے اسے اجازت نہیں کہ وہ نیل کنٹھ جا کر اس مورتی کا درشن کر سکے۔ اس لئے بالاجی میں اس کا ایک مثنیٰ تیار کر دیا گیا ہے۔ جہاں حسب خواہش مہاراج آکر سیر وتفریح اور درشن کر لیتے ہیں۔

بہاولپور میں ایک احمدی کے خلاف تنسیخ نکاح کا مقدمہ

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہاولپور کی عدالت میں دیوبندی مولویوں پر احمدی علماء کی جرح

الفضل کے خاص رپورٹر کے قلم سے

(گذشتہ سے پیوستہ)

مولوی انور شاہ صاحب کی شہادت

اس مقدمہ میں دیوبند کے نامہاد شیخ الحدیث مولوی انور شاہ صاحب کی شہادت ۲۵ اگست کو ۱۰½ بجے دن کے شروع ہوئی۔ اور ۲۷ اگست کو ختم ہوئی

مخالفین کو اپنے اس علامہ شیخ الحدیث پر بہت بڑا ناز تھا خود مولوی انور شاہ صاحب کو بھی اپنے علم پر بے حد غرور تھا۔ اور انا خیر منہ کی مونہہ بولتی تصویر بنے ہوئے کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ ان کے مداحوں کا خیال تھا۔ کہ اس شیخ الحدیث کی شہادت احمدیت کے لئے خطرناک ثابت ہوگی۔ لیکن جس طرح حق کے سامنے باطل نے ہمیشہ مونہہ کی کھائی ہے۔ اسی طرح اس موقعہ پر ہوا اور باطل اپنے تمام لاؤ لشکر سمیت چاروں شانے چت گرا۔ جیسا کہ اگلے بیان سے ظاہر ہوگا

مولوی انور شاہ صاحب کا شہرہ سنکر پہلے دن تمام سرکاری حکام و آفیسرز اور معززین شہر حاضر عدالت ہوئے۔ تاکہ شیخ الحدیث کا بیان اور اس پر جرح سنیں عدالت کا کمرہ کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ شہادت ختم ہوتے پر خواجہ جلال الدین صاحب شمس نے جب اپنی باطل شکن جرح شروع کی۔ تو چودھویں صدی کے اس شیخ الحدیث کے منہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ ہوش پراں ہوگئے۔ جس اس بوکھلاہٹ اور علمی کم مائیگی کا یہ عالم تھا۔ کہ تورات کی مشہور آیت "خدا سینا سے آیا۔ اور فاران سے طلوع ہوا" کو انجیل کی آیت بتلائی۔ کئی بار پوچھنے پر مونہہ بسورتے ہوئے کہا۔ کتاب الفصل میں ایسا ہی لکھا ہے۔ مجھے اس سے زیادہ کچھ علم نہیں۔ اسی طرح ایک مشہور حدیث جس میں حضور سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کے پانچ ارکان بیان فرمائے ہیں۔ اور جن پر مذہب اسلام کی بنا رکھی ہے۔ یعنی بنی الاسلام علے خمس الخ۔ شیخ الحدیث زبانی نہ پڑھ سکے حدیث کی کتاب لانے کیلئے اپنے ایک شاگرد کو اشارہ کیا۔ اور سر نیچا کئے ندامت آمیز لہجہ میں فرمایا۔ اس وقت یہ حدیث میرے ذہن سے اتر گئی ہے۔ اور الفاظ حدیث اچھی طرح یاد نہیں آخر شمس صاحب نے پوری حدیث زبانی پڑھ دی جسکی صحت کا شیخ الحدیث نے عدالت میں اقرار کیا۔ لوگوں نے اپنے شیخ الحدیث کی اس طرح علمی پردہ دری ہوتے دیکھ کر سخت ندامت محسوس کی

مولوی انور شاہ صاحب کی شہادت کا خلاصہ

میں محمد انور شاہ ولد معظم شاہ عمر ۵۵ سال سابق صدر المدرسین دیوبند خدا کو حاضر ناظر جان کر جو کچھ کہوں گا سچ کہوں گا

(۱) ایمان کہتے ہیں کسی قول کو اس پر اعتبار کرکے غائب چیزوں کو باور کر لینا۔ جیسے حشر و نشر جنت و دوزخ وغیرہ اور کفر کہتے ہیں ناحق شناسی اور مکر جانے کو (۲) ہمارے دین کا ثبوت دو طرح سے ہے تواتر یا خبر واحد۔ اور تواتر ہمارے دین میں چار قسم کا ہے۔ پہلا تواتر اسنادی ہے۔ اور اسی قسم سے نزول مسیح علیہ السلام کی احادیث ہیں تہتر حدیثیں جنمیں سے چالیس حدیثیں صحیح ہیں ۔ اگر کوئی انکار کرے۔ تو وہ کافر ہے۔ دوسرا تواتر طبقہ ہے یعنی یہ نہ معلوم ہو۔ کہ کس نے کس سے لیا۔ بلکہ یہی معلوم ہو۔ کہ پچھلی نسل نے اگلی نسل سے سیکھا۔ جیسے قرآن مجید کا تواتر۔ اس کا منکر بھی کافر ہے صوم کا ثبوت بھی دونوں طرح سے متواتر ہے۔ اگر کوئی ترک کردے۔ تو چنداں وبال نہیں۔ لیکن اگر اس کا علم رکھتے ہوئے انکار کرے تو وہ کافر صریح ہے۔ اور اگر کوئی کہدے۔ کہ جو حرام ہے۔ تو وہ از روئے شریعت کافر ہے۔ تیسرا تواتر قدر مشترک ہے حدیثیں کئی ایک خبر واحد آئی ہیں لیکن ان اخبار احاد میں ایک مضمون ملتا ہے جو متفق علیہ ہے۔ اس کا منکر بھی کافر ہے۔ چوتھا تواتر۔ تواتر توارث ہے جیسے ساری امت کا عقیدہ ہے۔ کہ خاتم الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اس کا انکار بھی کفر صریح ہے۔ ان تمام متواترات میں تاویل کرنا۔ اور بات بگاڑنا کفر صریح ہے۔

اہل سنت والجماعت میں اور احمدیوں میں قانون کا اختلاف ہے۔ اور علماء دیوبند اور علماء بریلی میں واقعات کا اختلاف ہے۔ قانون کا نہیں۔ اگر کسی آیت قرآنی کی مراد پر صحابہ اور امت کا اجماع ہو۔ تو اس سے انحراف کرنا اور اس کی تحریف کرنا کفر صریح ہے۔ پہلا اجماع جو امت محمدیہ کا ہوا۔ وہ یہ تھا۔ کہ مدعی نبوت کو قتل کیا جائے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں مسیلمہ کذاب نے دعویٰ نبوت کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے تمام صحابہ کو اس کے قتل کرنے کے لئے بھیجا۔

مرزا صاحب کا یہ کہنا۔ کہ میں ظلی طور پر محمد ہوں۔ پس اس طور پر خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی کیونکہ محمد کی نبوت محمد تک ہی رہی یعنی بہر حال محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی نبی رہے۔ نہ کوئی اور اس کا مطلب بالفاظ دیگر یہ ہوا۔ کہ مہر و مہری کی دھری رہی۔ اور اس کے اندر جو مال تھا۔ وہ مرزا صاحب نے چرا لیا

نماز کو کوئی شخص اگر دانستہ ترک کرے۔ تو وہ کافر نہیں۔ بلکہ فاسق اور شدید عاصی ہے۔ لیکن اگر تاویل کرے۔ کہ نماز سے کچھ اور مراد ہے۔ وہ قطعی کافر ہے۔ اسی طرح اگر دانستہ ایک دفعہ قبلہ سے روگرداں ہوکر نماز پڑھے۔ یا بے وضو (جان کر) نماز پڑھے۔ تو وہ کافر ہے۔ کبھی کفر ایسا ہوتا ہے۔ کہ نہ خدا کی تکذیب کی نہ پیغمبر کی۔ پھر بھی کافر۔ جیسے ابلیس وغیرہ۔ کہ نہ خدا کا انکار کیا۔ نہ آدم کی تکذیب کی۔

خوارج سے قتال کرنے کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اور ان کی علامت بتائی۔ کہ مسلمان ان کی نمازوں اور روزوں کے مقابلہ میں اپنی نمازیں اور روزے ہیچ سمجھیں گے۔ لیکن باوجود نماز روزے کے جب بعض ضروریات دین کا انکار ان سے ثابت ہوا۔ تو نماز روزہ ان کو حکم کفر سے نہ بچا سکا۔

اس کے بعد میں یہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ قادیانی صاحب مدعی نبوت نے کتنی ضروریات دین کا انکار کیا ہے۔ جسکی وجہ سے وہ باجماع امت کافر و مرتد قرار دیئے گئے۔ اور ہندوستان کے تمام اسلامی فرقے باوجود سخت اختلاف خیال اور اختلاف مشرب کے ان کے کفر و ارتداد پر متفق ہوگئے۔

اس وقت چند باتیں ایسی پیش کی جاتی ہیں۔ جو ہمارے نزدیک اور ساری امت کے نزدیک موجبات کفر ہیں۔ (۱) ختم نبوت کا انکار اور اس کے اجماعی معنی کی تحریف (۲) نبوت کا دعویٰ (۳) وحی کا دعویٰ (۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین (۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین (۶) عام امت محمدیہ کی تکفیر

آنحضرت صلعم بالاتفاق آخری نبی ہیں۔ پہلی کتابوں میں بھی آپ کو پیغمبروں کا خاتم کہا گیا ہے۔ چنانچہ انجیل اور تورات میں لکھا ہے۔ کہ آپ خاتم الرسل ہیں

الہام کے معنی ہیں۔ کہ دل میں کوئی مضمون ڈال دینا۔ اور وحی یہ ہے کہ فرشتہ کو بھیجا جائے۔ کہ فلاں کو جاکر یہ کہدو۔ بنی آدم میں وحی پیغمبروں کے ساتھ مخصوص ہے غیروں کے لئے کشف۔ الہام یا لغوی وحی ہو سکتی ہے۔ شرعی نہیں۔ مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ کی توہین کی ہے

اور اپنے آپ کو ان سے افضل قرار دیا ہے اور وَلَا فخر بھی نہیں کہا۔ نبی کریم نے اپنی امت کو اپنا افضل ہونا تمام انبیاءؑ سے ایسی احتیاط کے ساتھ بتایا ہے کہ جس سے فوق متصور نہیں ہوتا۔ اور ایسی طرز پر فضیلت دینا ایک پیغمبر کو دوسرے پر اگرچہ وہ واقعی ہو کہ جس سے دوسرے کی توہین لازم آئے کفر صریح ہے۔ مرزا صاحب نے تحفہ گولڑویہ صلا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تین ہزار معجزات لکھے ہیں۔ اور براہین احمدیہ حصہ پنجم میں اپنے دس لاکھ معجزے بتائے ہیں۔ الغرض قادیانی مدعی نبوۃ حسب تصریح قرآن و حدیث اور باجماع امت کافر و مرتد ہیں اور جو شخص ان کے عقائد باطلہ اور دعویٰ وحی و نبوۃ پر مطلع ہونیکے باوجود ان کو کافر نہ سمجھے یا ان کی نبوۃ کو تسلیم کرے وہ بھی انہی کے حکم میں ہے اور حکم یہ ہے کہ ان کا نکاح کسی مسلمان مرد و عورت کے ساتھ جائز نہیں۔ اگر بعد نکاح کوئی شخص ایسا عقیدہ اختیار کرلے تو فوراً نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ اس میں قضاءِ قاضی اور عدت کی بھی ضرورت نہیں۔ اور اگر اس کے بعد زن و شوئی کے تعلقات قائم رکھے گئے۔ تو جو اولاد ہوگی وہ ثابت النسب نہ ہوگی۔ بلکہ حرامی ہوگی۔ والسلام و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و اصحابہ اجمعین۔

مولوی انور شاہ صاحب پر جرح

شمس:۔ حضرت جبریلؑ کے استفسار پر کہ ایمان و اسلام کیا چیز ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کیا بیان فرمایا **انور**:۔ اس سوال کا میرے بیان سے کوئی تعلق نہیں اس کے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے؟۔ **شمس**:۔ جو سوال میں کرتا ہوں۔ آپ اس کا جواب دیں۔ اسلام اور کفر کے متعلق ہی تو یہاں بحث ہے۔ **جج**:۔ (مولوی انور شاہ صاحب سے مخاطب ہوکر) ہاں مولانا آپ اس سوال کا جواب دیں۔ حدیث میں کیا ہے۔ **انور**:۔ ایمان لانا خدا پر۔ اس کے فرشتوں پر۔ اس کی کتابوں پر۔ اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر۔ اور تقدیر کے خیر و شر پر۔ اور اسلام یہ ہے کہ اللہ کی عبادت کرنا اسے واحد ماننا اور شہادت اس بات کی کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس کے رسول ہیں اور نماز کا قائم کرنا۔ زکوٰۃ دینا۔ روزہ رکھنا۔ اور بیت اللہ کا بشرط قدرت حج کرنا۔ **شمس**:۔ کیا حضرت جبریلؑ نے ان امور کی تصدیق کی کہ یہی اصل ایمان اور اسلام ہے۔ **انور**:۔ ہاں حضرت جبریل نے تصدیق کی۔ **شمس**۔ اسلام کی پانچ بنائیں جن پر اسلام کا مدار ہے کیا ہیں۔ **انور**:۔ مجھے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ **جج**:۔ اس سوال کو چھوڑ دیا جائے وہ تعریف کر چکے ہیں۔ **شمس**:۔ اسلام کے پانچ ارکان کا بیان کرانا ضروری ہے۔ کیونکہ اس سوال کا اصل موضوع سے نہایت گہرا تعلق ہے۔ **انور**:۔ میں نہیں بیان کرتا۔ میرے بیان سے اس کا تعلق نہیں۔ **شمس**:۔ (جج سے مخاطب ہوکر) اچھا آپ میرے سوال کو مسل میں درج کریں اور لکھ دیں کہ گواہ نے جواب نہیں دیا۔ **جج**:۔ (تھوڑی سی رد و کد کے بعد جج نے مولوی انور شاہ سے کہا آپ حدیث بیان کر دیں) **انور**:۔ گواہی دینا کہ لا الہ الا اللہ۔ گواہی دینا ان محمد رسول اللہ (اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہوکر) مجھے الفاظ حدیث یاد نہیں رہے کتاب سے حدیث نکال دیں۔ **شمس**: میں حدیث کے الفاظ پڑھ دیتا ہوں۔ آپ تصدیق کر دیں۔

قال رسول اللہ صلعم بُنِیَ الاسلام علیٰ خمس شہادۃ ان لا الہ الا اللہُ۔ وَاَنَّ محمداً رسول اللہ و اقام الصلوٰۃ و ایتاء الزکوٰۃ و صوم رمضان و حج البیت من استطاع الیہ سبیلا۔

انور:۔ ہاں ٹھیک ہے۔

اس مرحلہ پر شمس صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے حوالے پڑھے۔ جن میں حضور نے اسلام کے ارکان خمس پر اپنے ایمان اور عقیدہ کا اظہار بشد و مد فرمایا ہے بطور نمونہ ایک حوالہ درج کیا جاتا ہے۔

رسالہ ایام الصلح صلا ۸۶-۸۷ پر تحریر فرماتے ہیں

"جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بنا رکھی گئی ہے۔ وہ ہمارا عقیدہ ہے۔ اور جس خدا کے کلام پر یعنے قرآن پر پنجہ مارنے کا حکم ہے۔ ہم اس پر پنجہ مار رہے ہیں۔ اور فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر حسبنا کتاب اللہ ہے۔ اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں۔ کہ خداوند تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں۔ کہ ملائک حق اور حشر اجساد حق اور روز حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں۔ کہ جو کچھ اللہ جل شانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں۔ کہ جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا ایک ذرہ زیادہ۔ یا ترک فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے۔ وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے۔ اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں۔ کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں۔ کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اسی پر مریں۔ اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے۔ ان سب پر ایمان لاویں۔ اور صوم و صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالےٰ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں"

جج: یہ امور آپ اپنی شہادت میں بیان کر سکتے ہیں۔ **شمس**: میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ کہ شاہد نے حضرت مرزا صاحب کی کتب میں ان عبارات کو پڑھا ہے۔ یا نہیں۔ **جج**: آپ اپنے بیان میں اپنی تائید میں ان باتوں کو پیش کر سکتے ہیں۔ **شمس**: بہت اچھا (مولوی انور شاہ سے مخاطب ہوکر) مولوی صاحب آپ نے تواتر کی جو چار قسمیں بیان کی ہیں۔ کیا قرآن مجید اور حدیث میں یہ مذکور ہیں یا علماء کی اپنی خود ساختہ اصطلاحیں ہیں۔ **انور**: علماء نے اپنی طرف سے نہیں لکھیں۔ بلکہ قرآن و حدیث سے استنباط کرکے لکھی ہیں۔ **شمس**۔ میرا سوال یہ ہے۔ کہ تواتر کی یہ اقسام جو آپ نے بیان کی ہیں۔ قرآن اور حدیث میں بعینہٖ مذکور ہیں۔ یا علماء کی ایجاد ہے۔ **انور**۔ یہ علماء کی قائم کردہ اصطلاحیں ہیں۔ اور مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ **شمس**۔ اگر کوئی شخص تواتر معنوی کے حجت ہونیکا منکر ہو۔ تو وہ آپ کے نزدیک کافر ہے یا مسلمان **انور**۔ اس سوال کا تعلق کیا ہے۔ **شمس**۔ تاکہ تواتر معنوی کا حکم معلوم ہو جائے۔ کہ اس کے انکار سے کفر لازم آتا ہے یا نہیں۔ (خواجہ شمس نے مسلم الثبوت سے جو اصول فقہ کی ایک مستند کتاب ہے۔ ایک حوالہ پیش کیا۔ کہ تواتر معنوی کے حجت ہونے میں آئمہ نے اختلاف کیا ہے) **انور**۔ یہ نہیں کہتے کہ تواتر معنوی کو پہنچے۔ اور پھر اس کا منکر ہو۔ **شمس**۔ آپ اس کا ترجمہ کریں۔ **جج**۔ گواہ جو مطلب سمجھتا ہے وہی لکھا جائیگا۔ **شمس**۔ صحابہ کے اجماع کا منکر اور صحابہ کے بعد واقع ہونے والے اجماع کا منکر دونوں کا حکم ایک ہے۔ یا کچھ فرق؟ **انور**۔ حنفیہ کا عقیدہ ہے کہ منکر اجماع صحابہ کافر ہے۔ اور مابعد کے اجماع کا انکار کرنے والا مبتدع اور فاسق ہے۔ (خواجہ شمس نے فرمایا سوائے زمانہ صحابہ کے کوئی اجماع تحقیقی طور پر ثابت نہیں۔ اس کا حوالہ پیش کرنے والے تھے۔ کہ جج نے روکدیا) **شمس**۔ اگر کوئی شخص اجماع احادی پر عمل نہ کرے۔ تو وہ کافر ہے یا نہیں۔ **جج**۔ میں اس سوال کو روکتا ہوں۔ یہ سوال چھوڑ دیا جائے۔ **شمس**۔ اچھا میرا سوال لکھ لیا جائے۔ اور تصریح کر دی جائے کہ اس کا جواب دینے سے روکدیا گیا۔ اور شاہد نے جواب نہیں دیا۔ **جج**۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا **شمس**۔ مولوی صاحب آپ نے کہا ہے۔ کہ مسیح علیہ السلام کے دوبارہ آنے پر اجماع ہوا ہے۔ لہذا آپ بتائیں۔ کہ حضرت مسیح کا آنا اشراط ساعۃ سے ہے یا نہیں۔ (یعنی علامات قیامت میں سے) **انور**۔ ہاں ان کا آنا اشراط ساعۃ میں سے ہے۔ **شمس**۔ اخبار غیبیہ جو آئندہ زمانہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان میں اجماع ہو سکتا ہے یا نہیں؟

انور۔ ہاں اخبار غیبیہ پر اجماع ہو سکتا ہے۔

(باقی)

خریداران الفضل کو وی پی کی اطلاع

مفصلہ ذیل خریداران الفضل کا چندہ ۱۶ ستمبر تا ۱۵ اکتوبر کسی درمیانی تاریخ کو ختم ہے از راہ نوازش اپنا اپنا نام دیکھ کر چندہ سہ ماہی یا ششماہی یا سالانہ بذریعہ دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ یا منی آرڈر یا دستی بھیج دیں ورنہ چھ اکتوبر کو وی پی کر دیئے جائیں گے۔ اور جن کی طرف سے وی پی واپس ہونگے۔ ان کے نام تا وصولی قیمت اخبار بند کر رکھنا پڑیگا مہلت کافی ہے۔ مگر اکثر احباب بر وقت توجہ نہیں کرتے اور وی پی ہو چکنے کے بعد لکھتے ہیں کہ وی پی نہ کرنا۔ وغیر ذالک حالانکہ اس وقت لکھنے کا کچھ فائدہ نہیں سوائے اس کے کہ ہمارے ۵ ر ضائع ہوں (مینیجر)

نمبر خریداری	نام
(۱)	میاں غلام حسین صاحب
۲۱۳	محمد عثمان صاحب
۲۱۴	بابو محمد احسان الحق صاحب
۲۸۶	مولوی غلام علی صاحب
۲۹۴	ای کویا کٹی
۳۶۵	منشی حامد حسین صاحب
۳۸۷	شیخ قدرت اللہ صاحب
۴۶۲	مرزا حسین بیگ صاحب
۵۸۱	بابو عبد الغنی صاحب
۷۵۴	سخاوت علی صاحب
۸۳۸	چوہدری محمد اللہ داد صاحب
۸۷۰	نیاز محمد صاحب
۸۷۳	مستری مہر اللہ صاحب
۹۳۰	مولوی غلام رسول صاحب
۹۷۹	خوشی محمد صاحب
۱۰۵۱	ماسٹر محمد پریل صاحب
۱۰۶۴	منشی محمد عبد اللہ صاحب
۱۳۰۵	گلزار محمد صاحب
۱۵۰۴	ایم احمد صاحب
۱۶۲۶	عطاء اللہ صاحب
۱۶۹۳	محمد یامین صاحب
۱۷۰۵	ڈاکٹر گوہر دین صاحب
۱۷۹۳	شیخ کریم اللہ صاحب
۱۹۲۱	چوہدری [illegible] علی صاحب

نمبر خریداری	نام
۲۰۰۴	میاں نعیم الدین و فیروز الدین صاحبان
۲۰۸۵	صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب
۲۱۷۲	عنایت اللہ صاحب
۲۲۳۹	بابو فقیر اللہ صاحب
۲۳۹۸	ملک شیر محمد صاحب
۲۴۳۹	شاہزادہ ممتاز علی صاحب
۲۴۷۹	غلام قادر صاحب
۲۵۳۵	حکیم ابو طاہر محمود صاحب
۲۸۵۴	قاضی محمد حنیف صاحب
۳۱۵۸	شیخ عبد المالک صاحب
۳۲۶۳	منشی برکت علی صاحب
۳۵۴۵	محمد شفیع صاحب
۳۶۱۱	منشی جھنڈے خانصاحب
۳۶۵۳	محمد علی صاحب رسول نگر
۳۷۰۴	ناصر الدین احمد صاحب
۳۷۵۲	سبحان خانصاحب
۳۸۴۴	منشی الطاف حسین خانصاحب
۳۸۹۷	مستری عطاء الرحمٰن صاحب
۴۲۸۴	منشی عطاء محمد صاحب
۴۳۰۴	عزیز سوہیر خانصاحب
۴۳۴۴	عبد القادر صاحب
۴۴۱۶	محمد حسین صاحب
۴۸۲۳	ایم عبد الرحیم صاحب

نمبر خریداری	نام
۴۹۸۶	چوہدری خان محمد صاحب
۵۲۳۲	محبوب عالم صاحب
۵۲۷۷	بابو اعجاز حسین صاحب
۵۳۰۶	عبد اللطیف صاحب
۵۴۱۵	محمد فقیر اللہ خان صاحب
۵۴۶۸	ڈاکٹر محمد جلال الدین صاحب
۵۸۹۶	سید عبد الجبار شاہ صاحب
۵۹۹۷	حیات محمد خانصاحب
۶۱۰۳	شیخ غلام حیدر صاحب
۶۱۲۰	گلزار احمد صاحب
۶۱۴۰	بابو جلال الدین صاحب
۶۲۶۷	اللہ الدین صاحب
۶۲۸۷	محمد اسمٰعیل صاحب
۶۵۱۲	منشی غلام محمد صاحب
۶۶۷۹	چوہدری محمد حسین صاحب
۶۹۰۳	عبد الحلیم صاحب
۶۹۶۸	محمد اسماعیل صاحب
۷۰۷۸	عبد السلام صاحب
۷۱۳۷	فضل بھائی کرم علی صاحب
۷۲۱۴	محمد عبد السمیع صاحب
۷۲۱۷	منشی محمد علی صاحب
۷۲۳۳	نور احمد خانصاحب
۷۲۵۳	بابو محمد خورشید صاحب
۷۳۷۴	چوہدری شاہ محمد صاحب
۷۵۲۳	عبد الرحیم صاحب
۷۵۴۶	منشی محمد یعقوب صاحب
۷۵۵۳	محمد حنیف صاحب
۷۵۵۵	ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب
۷۵۶۰	ڈاکٹر غلام فاطمہ صاحبہ
۷۵۸۸	حکیم محمد اکرم صاحب
۷۷۲۱	چوہدری عبد الرحیم صاحب
۷۷۲۴	محمد عمر صاحب
۷۷۲۶	فیض احمد صاحب
۷۷۵۵	خواجہ عبد الغفار صاحب و عبد الغنی صاحب
۷۷۹۷	محمد بخش صاحب
۷۷۹۹	چوہدری غلام رسول صاحب
۷۸۲۲	محمد الدین صاحب

نمبر خریداری	نام
۷۸۳۲	برکت علی صاحب
۷۸۵۴	امیر الدین صاحب
۷۹۶۲	ڈاکٹر چوہدری محمد انور صاحب
۸۰۰۰	ارشاد علی صاحب
۸۰۴۴	محمد عیسیٰ صاحب
۸۱۴۰	محمد الدین صاحب
۸۱۴۵	منیر خانصاحب
۸۲۶۲	محمد عبد الحق صاحب
۸۳۰۳	میاں محمد مراد صاحب
۸۳۶۵	محمد عزیز صاحب
۸۴۰۴	عطاء اللہ صاحب
۸۴۰۷	محمد حبیب علی خان صاحب
۸۴۰۹	سید محمد یٰسین صاحب
۸۴۲۲	شیخ منظور علی صاحب
۸۴۲۹	سکرٹری صاحب
۸۴۳۱	شیخ محمد مبارک اسمٰعیل صاحب
۸۴۹۰	کرم الدین صاحب
۸۵۲۵	میاں عبد العزیز صاحب
۸۵۳۳	حکیم فضل حسین صاحب
۸۶۱۳	شیخ تاج محمود صاحب
۸۶۱۷	ماسٹر رفیع الزمان خانصاحب
۸۶۴۵	مولوی عبد الحی صاحب
۸۶۶۹	منشی محمد شریف صاحب
۸۶۷۴	سید محمود شاہ صاحب
۸۶۸۳	بشیر احمد شاہ صاحب
۸۷۰۳	عبد المجید خانصاحب
۸۷۲۱	چوہدری بیرم خانصاحب
۸۸۴۳	غلام رسول صاحب
۸۸۵۱	رحمت اللہ صاحب
۸۸۸۴	فضل الدین صاحب
۸۸۹۴	ایم عبد العزیز صاحب
۸۹۱۳	ایم ایل مارکر
۸۹۷۵	انڈین موٹر سٹورز
۸۹۷۸	عبد الجلیل صاحب
۸۹۷۹	فتح محمد صاحب
۸۹۹۵	چوہدری مشتاق احمد صاحب
۸۹۹۶	سید محبوب عالم صاحب
۸۹۹۸	شیخ فضل کریم صاحب
۸۹۹۹	خانصاحب عبد اللطیف خانصاحب

نمبر خریداری	نام
۹۰۰۰	منشی بدر الدین صاحب
۹۰۱۵	ڈاکٹر شیخ سردار علی صاحب
۹۰۲۷	ہز ہائینس گورنمنٹ جموں کشمیر
۹۰۳۴	ملک مولا بخش صاحب
۹۰۵۹	میاں محمد سلطان صاحب
۹۱۰۴	عنایت اللہ صاحب
۹۱۱۸	ماسٹر محمد اسمٰعیل صاحب
۹۲۴۳	محمد اکرم خانصاحب
۹۲۴۵	ملک فضل کریم خانصاحب
۹۲۴۷	بابو عطاء اللہ صاحب
۹۲۴۸	دوست محمد صاحب
۹۲۴۹	مستری نور محمد صاحب
۹۲۵۲	مولوی عبد الرزاق صاحب
۹۲۵۵	چوہدری محمد فضل صاحب
۹۲۵۸	ملک سلطان علی صاحب
۹۲۶۱	محمد عبد الخالق صاحب
۹۲۶۳	سید عبد الرشید صاحب
۹۲۶۴	امت الرحمٰن صاحبہ
۹۲۷۴	سکرٹری دیندار انجمن
۹۲۷۷	ملک اللہ رکھا صاحب
۹۲۷۹	عبد الرحمٰن صاحب
۹۲۸۱	میاں احمد الدین صاحب
۹۲۸۲	چوہدری اللہ دتہ صاحب
۹۲۸۳	چوہدری اللہ داد خانصاحب
۹۲۸۴	محمود احمد شاہ صاحب
۹۲۸۵	شیخ تجمل احمد صاحب
۹۲۸۸	سید محمد مسعود صاحب
۹۲۸۹	چوہدری عبد المجید صاحب

نمبر خریداری	نام
۹۲۹۱	بابو فضل الٰہی صاحب
۹۳۰۱	نور الدین صاحب
۹۳۱۰	شیخ احمد صاحب
۹۳۱۱	میاں محمد عالم صاحب
۹۳۱۴	سکرٹری انجمن دیندار
۹۳۵۱	بابو شکر الٰہی صاحب
۹۳۵۹	غلام محی الدین صاحب
۹۳۷۱	محمد عظیم عزیز صاحب
۹۳۷۷	غلام احمد صاحب
۹۳۸۰	پیرجی عبد الحمید صاحب
۹۳۸۱	شیخ محمد سعید صاحب
۹۳۸۴	نذیر حسین خانصاحب
۹۳۸۶	مولوی ایم اے آنرز ایم خلیل الرحمٰن صاحب
۹۳۸۸	احمد الدین صاحب
۹۳۹۳	محمد عبد الحکیم صاحب
۹۳۹۴	مختار احمد صاحب
۹۳۹۵	محمد حیات خانصاحب
۹۳۹۶	محمد ثناء اللہ خانصاحب
۹۳۹۹	محمد عبد اللہ صاحب
۹۴۰۰	اے ایف خان صاحب
۹۴۰۱	بابو محب الرحمٰن خانصاحب
۹۴۰۳	چوہدری غلام رسول صاحب
۹۴۱۲	عبد اللہ جو صاحب
۹۴۱۳	حکیم محمد بخش صاحب
۹۴۳۴	حکیم بخشش علی صاحب
۹۴۵۵	مرزا عبد الحق صاحب
۹۴۵۶	قاضی محمود الحسن صاحب

زنانہ دستکاری کی نمائش

معزز بہنو! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ،

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جلسہ سالانہ میں تین مہینے باقی ہیں۔ معزز بہنوں کو صنعتی نمائش کا ضرور خیال ہوگا۔ تاہم یاد دہانی کرائی جاتی ہے۔ کہ اچھی اچھی چیزیں تیار کرنے کی ہر طرح کوشش کریں۔ اور اپنے اپنے حلقہ ملاقات میں بھی اشیا تیار کرائیں۔ نیز تکلیف فرما کر سکرٹری صاحبہ لجنہ قادیان سے دریافت فرمالیں کہ قادیان میں کون کون سی قسم کی اشیاء زیادہ فروخت ہو سکتی ہیں۔ وہ انشاء اللہ مفید مشورہ دینگی۔ خاکسار: منتظمہ نمائش زنانہ دستکاری قادیان

حالات حاضرہ کے متعلق بہترین کتاب

مسئلہ کشمیر اور ہندو مہا سبھائی

ہندو مہا سبھائی اور کانگرسی مسلمانان ہند کو ان کے جائز حقوق سے محروم رکھنے کے لئے جس قسم کی کوششیں کام میں لا رہے ہیں۔ اور ملک میں ہندو راج قائم کرنے کی خاطر جو نت نئی چالیں چل رہے ہیں۔ ان کا صحیح مرقع اس کتاب میں کھینچا گیا ہے۔ ہر ایک مسلمان کو اس ضروری اور مفید کتاب کا نہ صرف خود مطالعہ کرنا چاہیئے بلکہ باقی مسلمانوں کو بھی اس کے مطالب سے واقف کرانا ضروری ہے۔ اور باوجودیکہ کاغذ سفید لکھائی چھپائی عمدہ ہے اور ضخامت بھی ۲۲۰ صفحہ ہے مگر قیمت برائے نام رکھی گئی ہے۔ یعنی فی نسخہ ۶/ ایک سو پچیس یا ۵۰ کے خریداروں سے ۲ روپیہ سینکڑہ کے حساب سے گویا ۳ فی نسخہ تاکہ دوست آسانی کے ساتھ اسکی اشاعت کر سکیں۔ اور اپنی قوم کو اغیار کے ہتھکنڈوں سے آگاہ کر کے ہر قسم کے نقصان سے بچا سکیں۔ علمائے سلسلہ اور لیڈران کشمیر اور دیگر معززین کے ریویو موصول ہو رہے ہیں جن میں سے فی الحال ایک درج ذیل ہے۔ باقی پھر۔ امید ہے کہ دوست اس ریویو کو پڑھ لینے کے بعد کتاب ہذا کی قدر و قیمت سے واقف ہو کر اسکی اشاعت کی طرف پوری پوری توجہ کریں گے۔

جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کا ریویو

یہ ۲۱۸ صفحے کی کتاب $\frac{20 \times 30}{16}$ کی تقطیع پر اپنے نام سے تو صرف اتنا ہی ظاہر کرتی ہے کہ مسئلہ کشمیر اور ہندو مہا سبھا کے متعلق کچھ ذکر ہو گا لیکن در حقیقت یہ آجکل کے واقعات و حادثات کا آئینہ ہے۔ اور اس میں ان تمام مشکل مسائل کا حل ہے جو لاینحل کہے جاتے ہیں۔ ملک فضل حسین صاحب نے یہ رسالہ اپنی قابل تحسین مخصوص طرز میں لکھا ہے۔ یعنی جو بھی استدلال ہے۔ اپنے مد مقابل کی تحریروں کے حوالے سے۔ اس قدر وسیع معلومات کا ایک چھوٹے سے قصبے میں بیٹھ کر جمع کر لینا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ ملک صاحب نے پہلے تو ہندو لیڈروں کا اقبال دکھایا ہے کہ بغیر تصفیہ حقوق سوراج نہیں ملیگا۔ اسکے بعد دکھایا ہے کہ تمام حقوق و لوازمات ترقی ملک کے حصول میں وہ مہا سبھائی روک ہیں جو ہندو راج منصوبے باندھ رہے ہیں۔ اسی سلسلہ میں دکھایا ہے کہ ریاست میں جہاں کسی قدر اختیارات والیان ریاست کو حاصل ہیں مسلم و ہندو ذہنیت اظہار کیلئے کافی ہیں۔ اسی سلسلہ میں کشمیر کا ذکر آیا ہے۔ کشمیر میں ریاستی نظام کی خرابی کو ہندو و غیر مسلم عیسائی مدبرین کی پرانی تحریروں سے دکھایا ہے اور اس صفائی سے کہ سب حالات کو کھول کر سامنے رکھدیا ہے۔ پھر کشمیر ایجی ٹیشن کے حق پر ہونے اور آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی خدمات کا ذکر ہے۔ اور یہ ثابت کر دیا ہے کہ کسی بیرونی تحریک کا نتیجہ یہ ایجی ٹیشن نہ تھا بلکہ "اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے" تمام مطالبات کشمیر کا درست و بجا ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ جس میں فرقہ وار تناسب کا قیام۔ اور اسمبلی اور ملازمتوں کا ذکر ہے۔ آزادی مذہب اور تبدیلی پر منتقلی جائداد کے قانون کی تنسیخ کا مطالبہ۔ اس مضمون پر بھی دل کھول کر بحث کی ہے۔ اور ملک صاحب نے اپنی مذہبی معلومات کا بہترین ثبوت پیش کیا ہے۔ دھرم شاستر اور سمرتیوں کی اصل پوزیشن دکھائی ہے۔ اور اپنی ضرورت کے مواقع پر جو کچھ ہندو اور ریاست کے حکام ان سے سلوک کرتے رہے ہیں وہ بھی دکھائے ہیں۔ اس کے بعد مسلمانان کشمیر کے مطالبات پر پبلک آراء جمع کی ہیں۔ غرض یہ رسالہ کیا ہے معلومات حالیہ (ملکی و مذہبی) کا ایک بحر ذخار ہے۔ جسے ملک صاحب نے کوزہ میں بند کر کے دکھلایا ہے ہر پڑھے لکھے بامذاق شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس نادر مفید۔ دلچسپ رسالے کو اول سے آخر تک پڑھے۔ اخبار نویسوں کے لئے تو اس کا مطالعہ ازبس ضروری ہے۔ قیمت فی نسخہ ۶/

زیادہ کے خریداروں کو عہ۲ روپیہ سینکڑہ۔ نہایت خوشخط اور کاغذ اچھا۔ طباعت عمدہ"

ملنے کا پتہ

بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان

قادیان میں جائداد ایجنڈ اکریکا بہترین موقع

صدر انجمن احمدیہ قادیان کی جائداد از قسم اراضی سکنی قادیان کی پرانی آبادی میں متصل ریتی چھلہ جانب غرب متصل محلہ دار الرحمت ۵۰ فٹ کی سڑک پر و متصل پل پر براستہ دار الانوار موسومہ بہ بکیہ حسینا اور قادیان کی نئی آبادی میں محلہ دار البرکات میں ریلوے سٹیشن سے ایک منٹ کے فاصلہ پر اور محلہ دار العلوم میں متصل ہسپتال نور بطرف شہر ۵۰ فٹ کی سڑک پر اور محلہ دار الرحمت میں سٹور کے قریب اور اراضی زرعی واقعہ قادیان و بھینی بانگر۔ متعلقہ ٹکڑے ریلوے لائن سے اندر اور باہر سٹیشن کے قریب جو بہت جلد آبادی میں آجائیں گے۔ قابل فروخت ہیں۔

خواہشمند احباب

افسر مقبرہ بہشتی قادیان سے

خط و کتابت کریں

لڑکی سے لڑکا

ایام حمل میں ۹ ہفتے تک جبکہ جنین کچی حالت میں ہوتا ہے سائین۔ ڈی

ڈی علی صاحب اے۔ آر۔ سی۔ ایس۔ آئی وغیرہ لنڈن کی تیار کردہ مجربہ آزمودہ تین گولیاں کھلائیں۔ جراثیم نرینہ غالب اور مادینہ مغلوب ہو کر بفضل خدا لڑکا پیدا ہوگا۔ ضرورتمند فائدہ اٹھائیں۔ قیمت برائے نام عہ۔ احمدی دوستوں کو دسمبر تک مزید رعایت ہو گی۔ قیمتی تصادیق موجود ہیں۔ المشتہر

ایم نواب الدین مینیجر محبوب اولاد نرینہ میاں محلہ بٹالہ۔ ضلع گورداسپور پنجاب

ضرورت رشتہ

ایک اعلیٰ خاندان کی کنواری لڑکی کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے۔ لڑکی تعلیم یافتہ اور صاحب جائداد ہے تعلیم احمدیت اور امور خانہ داری سے پوری طرح واقف ہے۔ لڑکا تعلیم یافتہ۔ برسر روزگار۔ اور مخلص احمدی ہو۔ برائے مزید معلومات مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت ہو۔

سید بشیر احمد صاحب۔ سنہری مسجد ہوشیارپور

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

گاندھی جی کے بیٹے مسٹر دیوی داس نے ایسوشی ایٹڈ پریس کے ایک نمائندہ سے دہلی میں کہا۔ کہ قوم باپو کو بچانے کے لئے جو کچھ بھی کرنا چاہتی ہے۔ بغیر کسی تاخیر کے جلد کرے۔ ان کی موجودہ صحت کو مدنظر رکھتے ہوئے مجھے شبہ ہے کہ ان کی طاقت زیادہ عرصہ تک یہ برت برداشت نہیں کریگی۔ ان کا ہاضمہ بہت کمزور ہے قوم کو چاہیئے کہ وہ باتوں میں وقت ضائع نہ کرے۔

مدراس کے مسٹر آر سی نواسن ممبر کونسل و ممبر گول میز کانفرنس نے تجویز پیش کی ہے کہ اچھوت صرف اس حالت میں جداگانہ نیابت سے دستکش ہو سکتے ہیں کہ ان کے لئے تعلیم مفت اور لازمی قرار دیدی جائے۔ چھوت چھات کو قانونی طور پر جرم قرار دیدیا جائے۔ کونسلوں میں آبادی کے لحاظ سے نشستیں دی جائیں۔ اور ریلیف بھی دیا جائے۔

ڈاکٹر امبیدکار نے ۱۸ ستمبر کو پونہ میں گورنر بمبئی سے ایک گھنٹہ ملاقات کی۔ تمام گفتگو بند کمرہ میں ہوئی۔ فری پریس کے نمائندہ کو آپ نے صرف یہ بتلایا کہ ان کی ملاقات کا گاندھی جی کے برت کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا۔

سر تیج بہادر سپرو مسٹر جی ڈی برلا، پنڈت مدن موہن مالویہ اور دیگر بہت سے ہندو لیڈروں نے ۱۸ ستمبر کو ساڑھے پانچ بجے سے ساڑھے سات بجے تک یرودا جیل میں گاندھی جی سے ملاقات کی۔

بمبئی میں ۱۸ ستمبر کو گاندھی جی کے لئے پرارتھنا کرنے کے لئے ایک جلسے کا انتظام کیا گیا۔ لیکن پولیس کمشنر نے اس بنا پر اجازت دینے سے انکار کر دیا کہ بمبئی میں دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ ہے۔

پنڈت مدن موہن مالویہ جو آج کل بمبئی میں ہیں انہیں بنارس سے روانہ ہونے سے پیشتر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے حکم دیا گیا کہ وہ بنارس شہر اور ضلع کی حدود سے نکل جائیں اور ایک ماہ تک واپس نہ آئیں۔ کیونکہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی رائے میں پنڈت صاحب کانگرس کے کام کو تقویت پہنچا رہے ہیں۔ لیکن معلوم ہوا ہے کہ پنڈت جی نے اس حکم کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ وہ اس حکم کے باوجود اپنے کام سے فارغ ہوتے ہی فوراً بنارس پہنچ جائیں گے۔

دہشت انگیزی کے حادثات کے سلسلہ میں کلکتہ سے ۱۷ ستمبر کی اطلاع ہے کہ شہر میں بہت سے پمفلٹ تقسیم ہوئے ہیں جن میں تلقین کی گئی ہے۔ کہ گورنمنٹ افسروں ان کی بیویوں اور بچوں کو قتل کیا جائے۔ یہ پمفلٹ ایک سفید کاغذ پر چھپے ہوئے ہیں۔ اور دونوں کونوں پر ریوالوروں کی تصویریں بنی ہیں۔ یہ پوسٹر شہر کی دیواروں اور بجلی کے کھمبوں پر بھی چسپاں کئے گئے۔ نیز تمام مشہور آدمیوں اور ہندوستانی اخبارات کو ڈاک کے ذریعہ بھیجے گئے۔ ان پمفلٹوں میں دہشت انگیزوں نے بتایا ہے کہ وہ صرف یورپینوں کے ہی خلاف نہیں بلکہ ان ہندوستانیوں کے بھی خلاف ہیں جو گورنمنٹ کی مدد کرتے اور صرف ڈومینین سٹیٹس پر مطمئن ہیں۔ پولیس ان پوسٹروں کے مصنفین کا سراغ لگانے کی کوشش کر رہی ہے۔

اسمبلی کے اجلاس میں ۱۶ ستمبر کو ہوم ممبر نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ اس وقت تک سارڈا ایکٹ کے ماتحت ۳۳ مقدمات دائر ہو چکے ہیں جن میں سے پندرہ مقدموں میں ملزموں کو سزا دی گئی۔ اکثر جگہ صرف جرمانوں پر اکتفا کیا گیا۔

جعلی سکے بنانے کے الزام میں الہ آباد میں چھیالیس اشخاص کو عدالت ماتحت نے ایک سال کی تحقیقات کے بعد سشن سپرد کر دیا ہے۔

شیخوپورہ کے مشہور تاریخی قلعہ کی کورٹ آف وارڈز کی طرف سے مرمت ہو رہی ہے۔ مرمت کے دوران میں ایک طویل زمین دوز راستہ معلوم ہوا ہے جو قلعہ کے نیچے واقعہ ہے فن تعمیرات کے مختلف ماہرین کا خیال ہے کہ اس قلعہ کی پہلی بنیاد مسلمانوں سے پہلے کسی ہندو حکمران نے رکھی تھی۔

حکومت بمبئی کا ایک غیر معمولی گزٹ مظہر ہے کہ بمبئی کے مختلف حصص میں جب کبھی فساد اور بدامنی رونما ہو تو ہر علاقہ میں ایک ایسا افسر موجود ہونا چاہیئے جو بدامنی کو دور کر سکے۔ تجویز کی گئی ہے کہ بمبئی پولیس ایکٹ کی دفعہ ۸۴ کی اس طور پر ترمیم کر دی جائے کہ ہر افسر کو جس کی پوزیشن کم از کم نائب انسپکٹر یا سارجنٹ کی ہو خلاف قانون مجمع کو منتشر کرنے کا اختیار حاصل ہو جائے۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے کے ایک اعلیٰ افسر نے ایسوشی ایٹڈ پریس کے نمائندہ کے روبرو اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ وہ عنقریب دہلی کے قریب دریائے جمنا کے اوپر ایک نئی طرز کا پل تعمیر کرے گی۔

ہندوستانی ہاکی ٹیم کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ اس نے ایک کے مقابلہ میں چھ گولوں سے آسٹریا کی ٹیم کو شکست دیدی۔

ہندو اور اچھوت لیڈروں کی کانفرنس میں جو پنڈت مدن موہن مالویہ کی صدارت میں ۱۹ ستمبر کو بمبئی میں منعقد ہوئی۔ ڈاکٹر امبیدکار نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اگرچہ فرقہ وارانہ فیصلہ کے بعد اچھوتوں کے جداگانہ نیابت کے سوال پر کسی قسم کی بحث نہیں ہو سکتی تاہم میں مسٹر گاندھی سے گفت و شنید کرنے کے لئے تیار ہوں۔ جب میں نے لنڈن میں یہ مطالبہ کیا تھا کہ اچھوتوں کے لئے آئینی طور پر جداگانہ نیابت دیدی جائے تو مسٹر گاندھی میرے سب سے بڑے مخالف تھے لہذا اب یہ مسٹر گاندھی کا ہی فرض ہے کہ بتائیں وہ اچھوتوں کو کیا کچھ دینے کے لئے تیار ہیں۔ مسٹر راجگوپال اچاریہ نے مداخلت کرتے ہوئے کہا کہ گاندھی جی نے وزیر ہند کو جو چٹھی لکھی ہے اس میں صاف کہدیا ہے کہ وہ اچھوتوں کو زائد نمائندگی دینے کے لئے تیار ہیں ڈاکٹر امبیدکار نے جواب دیا اس قسم کی غیر قطعی شرائط پر بحث کرنا فضول ہے۔ اگر ہمیشہ کے لئے اس سوال کا فیصلہ کرنا ہے تو فیصلہ اعداد و شمار اور قطعی شرائط پر ہونا چاہیئے۔ ڈاکٹر مونجے نے عملی تجویز پیش کرتے ہوئے کہا کہ اگر ڈاکٹر امبیدکار مشترکہ نیابت کا اصول منظور کر لیں تو وہ تمام مراعات دینے کے لئے تیار ہیں لیکن ڈاکٹر امبیدکار نے کہا میں انفرادی اشخاص کی طرف سے ہندوؤں یا اچھوتوں میں سے کسی قسم کا یقین دلایا جانا ضروری نہیں سمجھتا۔ ممکن ہے انکی تجویز کو گاندھی جی کی تائید حاصل نہ ہو۔ گاندھی جی نے خود یہ نازک صورت حالات پیدا کر دی ہے اور اس کے لئے انہی سے گفت و شنید ہونی چاہیئے۔ اس پر کانفرنس دوسرے روز پر ملتوی ہو گئی۔

گاندھی جی کے متعلق شملہ کی اطلاع ہے۔ کہ آپ نے پابندیوں کے ماتحت رہا ہونے سے انکار کر دیا ہے۔

ہندو لیڈروں کے وفد نے ۱۹ ستمبر کو گاندھی جی سے جیل میں ملاقات کی۔ اور تین گھنٹے تک گفتگو جاری رہی انہوں نے بیان دیتے ہوئے کہا کہ گاندھی جی نے کہا ہے مجوزہ سکیم کا برت جداگانہ طریق انتخاب کے خلاف ہے۔ اس طریق کو واپس لے لیا گیا تو وہ برت چھوڑ دیں گے۔

والیان ریاستہائے ہند کی مجلس مستقلہ کا ایک اہم اجلاس ۱۸ ستمبر کو شملہ میں منعقد ہوا۔ سر اکبر حیدری۔ سر مرزا اسمٰعیل اور وزراء کی مجلس مستقلہ کے تمام ارکان ہندوستانی ریاستوں کی طرف سے تیسری گول میز کانفرنس کے نمائندے منتخب کئے گئے ریاستوں کے مندوب صرف وزراء پر ہی مشتمل ہونگے اگرچہ والیان ریاست بھی لنڈن جائینگے۔ اور اپنے مفاد کی نگرانی کے علاوہ وزراء کو ہدایات بھی دیتے رہینگے۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی